بچوں کا بنیادی حق تعلیم و تربیت

سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں

ڈاکٹر سعید احمد صدیقی
پی۔ایچ۔ڈی، ایم اے، ایم۔ایڈ، ایل۔ایل۔بی
فاضل علوم اسلامیہ، فاضل عربی، فاضل اردو

ABSTRACT

Children who are regarded as the flowers of heaven and for whom our beloved Holy Prophet (ﷺ) said that "They are fruits of heart" are provided with complete rights and protection by Islam. It is obligatory for the parents, guardians and government to provide them their initial, secondary and all the basic needs. The most important and basic rights is their education and nourishment so that after being elder they could become a valueable citizen, but it will be possible when they must be educate and nourished in the light of Seerat-e-Tayaba and Taleemat -e- Nabvi (ﷺ).

وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝ (۱)

قسم ہے انسان کی اور اس کی جس نے اس کے اعضاء کو برابر کیا، پھر اس کو بدکاری (سے بچنے) اور پرہیزگاری کرنے کی سمجھ دی کہ جس نے (اپنے) نفس (یعنی روح) کو پاک رکھا اور مراد کو پہنچا، اور جس نے اس خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا۔

مقصد ہو گر تربیت لعل بدخشاں — بے سود ہے بھٹکے ہوئے خورشید کا پرتو (۲)
زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے — زندگی سوزِ جگر ہے، علم ہے سوز دماغ

علم میں دولت بھی ہے، قدرت بھی ہے لذت بھی ہے — ایک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ
اہل دانش عام ہیں، کم یاب ہیں اہل نظر! — کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ(۲)
خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کردے — کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں(۳)
سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا — لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا(۴)

جب بچہ دنیا میں آتا ہے تو وہ اپنی روح اور جسم کا رشتہ برقرار رکھنے کے لئے دوسروں کا محتاج ہوتا ہے، جو اس کو تحفظ فراہم کریں، بھوک سے، خوف سے، موسم کی سختی ہے، دشمنوں سے، اور اس کی بنیادی ضروریات پوری کریں، اس کی پیدائش سے نہیں بلکہ جب نطفہ رحم مادر میں قرار پاتا ہے اسی وقت سے اس کے حقوق شروع ہو جاتے ہیں اور اسلام اس بارے میں ہماری مکمل رہنمائی کرتا ہے۔

''بچے کی زندگی کا آغاز مرحلہ جنین سے ہوتا ہے۔ اسلام نے اس مرحلے سے بچے کی زندگی کے حق کو قانونی حیثیت عطا کی ہے، چونکہ استقرار حمل کے چار ماہ بعد رحم مادر میں موجود بچے میں روح پھونک دی جاتی ہے، اس وقت حمل ضائع کرنا رحم مادر میں بچہ کو قتل کرنا ہے، جو کہ قتل انسانی کے مترادف ہے اور گناہ کبیرہ ہے''۔(۵)

بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کرکے انہیں اچھا ذمہ دار اور مثالی مسلمان بنانا والدین کی ذمہ داری ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ عِنْدَهُ صَبِيٌّ فليتصاب لَهُ(٦)

''جس کے ہاں کوئی بچہ ہو تو وہ اس کی اچھی تربیت کرے''، حضرت انس بن مالک t روایت کرتے ہیں حضور نبی اکرم e نے فرمایا:

اکرموا اَوْلَادَكُمْ وَاحْسِنُوا اَدَبَهُمْ(٧)

'اپنی اولاد کے ساتھ نیک سلوک کرو اور انہیں ادب سکھاؤ۔''

ہمارے بچے، ہمارے نونہال، ہمارے جگر گوشے جن کو ہم مستقبل کے معمار کے لقب سے پکارتے ہیں، ان کو ہمارے پیارے نبی ﷺ نے جنت کے باغ کے پھول کہا ہے، اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ پھول اپنی خوشبو چہار دانگ عالم میں پھیلائیں، یہ پھول کبھی نہ مرجھائیں، یہ سدا مہکتے رہیں، تو ایک مالی کی حیثیت سے ہماری یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ ہم ان کی آبیاری ان کی تراش وخراش ان خطوط پر کریں جو ان کو صراط مستقیم کی طرف لے جائیں اور یہ آبیاری بہترین تعلیم و تربیت ہے، ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''والد نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا''(۸)

ملک وقوم کی تعمیر وترقی کے لئے ہر بچہ اور ہر بچی اسی طرح اہم ہے جس طرح کارخانے کی مشینری میں چھوٹے سے چھوٹا پرزہ اسے ٹھیک طرح چلانے کی اہمیت رکھتا ہے، آج ہمارے یہی بچے اور بچیاں کل کے انجینئر، ڈاکٹر، استاذ، وکیل، سائنسدان، سیاست دان ہیں اور ان میں سے کوئی مزدور و کسان بنے گا اس لئے ملک وقوم کے ہر بچے اور بچی کی صحیح تعلیم وتربیت ملکی ترقی، خوشحالی اور نیک نامی کے لئے اشد ضروری ہے۔(۹)

اور خصوصیت کے ساتھ یہ تعلیم وتربیت اسی وقت بارآور اور پھلدار ہوگی جب یہ سیرۃ طیبہ ﷺ اور تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں ہو۔

ہمارے بچے فرشتے تو نہیں بن سکتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں خیر وشر دونوں قوتیں رکھی ہیں، جو آپس میں نبرد آزما رہتی ہیں اور شر کی قوتوں کو دبا کر رکھنا بہترین تعلیم وتربیت کے بغیر ممکن نہیں اور یہی تعلیم وتربیت دنیا میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔(۱۰)

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْوَلَدُ ثَمَرَۃُ الْقَلْبِ(۱۱)

''اولاد دل کا پھل ہے''

آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

اَلْوَلَدُ مِنْ کَسْبِ الْوَالِدِ(۱۲)

''اولاد باپ کی کمائی سے ہے''

ہادی برحق، رحمۃ للعلمین ﷺ کی زبان مبارک سے ارشاد ہوا یہ خوبصورت ترین جملہ مبارکہ:

اِنَّ لِکُلِّ شَجَرَۃٍ ثَمَرَۃٌ، وَثَمَرَۃُ الْقلوب الولد(۱۳)

''بے شک ہر درخت کا پھل ہوتا ہے اور دلوں کا پھل اولاد ہے''

کیا کبھی کسی درخت کا پھل ہم بغیر محنت ومشقت کے حاصل کر سکتے ہیں، ہرگز نہیں ہرگز نہیں، بالکل اسی طرح جب تک ہم اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت اُسوۂ حسنہ ﷺ کی روشنی میں نہیں کریں گے ہم کسی بھی صورت انہیں میٹھا، پھلدار اور مفید شہری نہیں بنا سکتے جو ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ بڑھاپے میں ہمارا بھی سہارا بنیں۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے جنت کے پھولوں کے بارے میں والدین کو احساس دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَوْلَادَ کُمْ ھِبَۃُ اللہِ لَکُمْ (۱۴)

''تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہیں''

ہمارے پیارے نبی ﷺ نے پوری انسانیت کو نصیحت کرتے ہوئے حکم دیا:

اکرموا اَوْلَادَکُمْ وَ اَحْسنُوا آدابھُمْ (۱۵)

''اپنی اولاد کی عزت کرو اور ان کو اچھے آداب سکھاؤ''

امتیازات وکمالات کے معلم ومربی:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منجملہ اور امتیازات وکمالات کے معلم ومربی بھی بنا کر بھیجا اور فرمایا یہ عظیم المرتبت رسول لوگوں کو ہماری آیات پڑھ کر سنائے گا، انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے گا، ان کا تزکیۂ نفس کرے گا، انہیں علم کی دولت سے مالا مال کرے گا، انہیں زندگی کے اسرار ورموز سے آگاہ فرمائے گا، انہیں راہ زیست کے نشیب وفراز بتائے گا، انہیں رہن سہن کے آداب سکھائے گا، انہیں عبادت وریاضت کے ڈھنگ بتائے گا، انہیں سجدہ ریز ہونے کا طریقہ سکھائے گا، انہیں ناز ونیاز کا سلیقہ بتائے گا، انہیں حلال وحرام کی تمیز کرائے گا، انہیں جائز وناجائز کا فرق کرائے گا، انہیں حقوق و فرائض کی نشاندہی کا انداز سکھائے گا، انہیں خیر وشر سے مطلع فرمائے گا، انہیں شفقت ومحبت اور ادب و احترام کا درس پڑھائے گا، انہیں رضائے رب کا سبق سکھائے گا، انہیں گناہوں اور خطاؤں سے بچنے کے اطوار بتائے گا، انہیں لغزشوں سے رکنے کی تربیت دے گا، انہیں بندگی کے اسلوب بتائے گا، انہیں صلح و آشتی، امن وامان اور انسانیت وشرافت کی قدروں سے روشناس کرائے گا، انہیں اخلاق کا، کردار کا، عزت کا، عظمت کا، شرافت کا، امامت کا، عدالت کا، شجاعت کا، تربیت کا، تہذیب کا، تزکیہ کا، رفعت کا، رافت کا بھولا ہوا سبق یاد کرائے گا۔(۱۶)

ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر سعید اختر رقم طراز ہیں تعلیم وتربیت کا اوّلین مقصد طلبہ میں اسلامی نظریۂ حیات سے آگہی پیدا کرنا ہے، یعنی زندگی کا مفہوم اور مقصد، دنیا میں انسان کی حیثیت، توحید، رسالت، آخرت، انفرادی اور اجتماعی زندگی پر ان کے اثرات، اخلاقیات کے اسلامی اصول، اسلامی ثقافت کی نوعیت، ایک مسلمان کے فرائض اور اس کا مشن انہیں سمجھایا جائے، انہیں بتایا جانا چاہیے کہ وہ کس طرح اعلیٰ مقاصد کے لئے دنیا کی تمام قوتوں کو استعمال کریں۔ تعلیم کو ایسے افراد پیدا کرنے چاہئیں جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے بارے میں اسلامی نظریات پر بھرپور یقین کے حامل ہوں اور اس طرح ان کے اندر ایک ایسا اسلامی نظریہ پیدا ہو کہ وہ زندگی کے ہر میدان کے لئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنا راستہ خود بنا سکیں۔(۱۷)

ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی رائے: عالم اسلام کے مشہور اسکالر علامہ یوسف القرضاوی کی رائے کے مطابق تعلیم وتربیت کا اہم مقصد ''صالح انسان'' پیدا کرنا ہے، ایسا صالح انسان جس کے

اوصاف سورۃ العصر میں بیان کئے گئے ہیں۔(۱۸)

پروفیسر محمد سلیم کی رائے: تعلیم و تربیت کے مقاصد کے حوالے سے ممتاز ماہر تعلیم پروفیسر محمد سلیم صاحب رقم طراز ہیں: {۱} اسلامی نظریاتی حکمت پر ایمان راسخ پیدا کرنا، {۲} انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی کے مقاصد پورے کر سکے، {۳} انسان خلافت کا نظام دنیا میں قائم کر سکے، {۴} اطاعت رب، اتباع سنت، تقویٰ اور آخرت کی جوابدہی کا ہر دم تازہ شعور پیدا کرنا، {۵} علوم ہدایت (علوم دینی) کی تعلیم دینا، {۶} علوم وصفی (عمرانی و سائنسی علوم) کی تعلیم دینا، {۷} انسان کی فنی اور حرفتی صلاحیتوں کو نشوونما دینا تاکہ رزقِ حلال کما سکے، {۸} انسان کی تہذیبِ نفس، تطہیر اخلاق اور تعمیر سیرت کرنا، {۹} انسان کو داعیِ حق اور اعمال خیر کا محرک بنانا، {۱۰} انسان کو محنت و مشقت کا عادی بنانا، {۱۱} انسان کے اندر صبر، مستقل مزاجی اور اولوالعزمی کی صفات پیدا کرنا، {۱۲} انسان کے اندر پابندیٔ، اوقات، نظم وضبط اور پیش بینی کی عادت ڈالنا۔(۱۹)

پروفیسر خورشید کے نزدیک تعلیم و تربیت کا اہم مقصد فرد کے کردار کی تعمیر ہے، اس حوالے سے وہ رقمطراز ہیں: ''تعلیم میں سب سے زیادہ اہمیت طالب علم کے کردار کی تشکیل کو حاصل ہونا چاہئے، تعلیم جب تک اچھے کردار تعمیر نہ کرے گی، اپنا حقیقی مقصد کبھی حاصل نہ کر پائے گی، اسلام میں نیک اعمال اولین اہمیت کے حامل ہیں، قرآن پاک میں ایمان اور عمل صالح کی بہ یک وقت تلقین کی گئی ہے، اور نبی اکرم ﷺ کے بنیادی مشن میں تزکیہ، یعنی انسانی زندگی اور روح کی تطہیر، شامل ہے اور اسے اولیت حاصل ہے۔'(۲۰)

تعلیم کے ساتھ تربیت کی اہمیت:

تعلیم تربیت کے ایک جزء کی طرح ہے اور تربیت وہ محنت ہے جس کا مقصد تمام قوائے انسانی کو مختلف وسائل اور مشروع طریقوں سے مکمل اور مؤثر نشوونما عطا کرے تاکہ انسان اپنے معاشرے کا ایک اچھا فرد بن سکے، یہ تربیت انسان کے تمام پہلوؤں روح، عقل اور بدن سب کو شامل ہے۔(۲۱)

اب اگر تعلیم کے ساتھ تربیت نہ ہو تو صرف معلومات میں اضافہ ہوگا اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

تعلیم کچھ اور شئے ہے تربیت کچھ اور   لاکھ طوطے کو پڑھایا پھر بھی وہ حیواں رہا

اسلام نے علم کا جو تصور دیا ہے اس میں علم اور تربیت دونوں کو یکساں اہمیت دی گئی ہے اور ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ نفس دونوں کو ساتھ ساتھ انجام دینا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے مخصوص نظام تعلیم میں تعلیم اور سیرت سازی ایک ہی حقیقت کے دو پہلو رہے ہیں اور اس کا اظہار علم وفضل کی اصطلاح سے بھی ہوتا ہے جو علم اور نیکی اور اخلاق حسنہ

میں بڑھے ہوئے ہونے کے مفہوم کو ادا کرتی ہے۔(۲۲)

تعلیم وتربیت دنیا میں سب سے مشکل کام ہے، انسانی تعلیم وتربیت کسی مکان کی تعمیر کا نام نہیں کہ معمار جس اینٹ کو جس طرح جہاں لگانا چاہے وہیں فٹ کردے، بلکہ انسان ایک جذبات رکھنے والی مخلوق ہے، جو کبھی نصیحت کی طرف مائل ہوتی ہے تو کبھی پندونصائح سے بیزار دکھائی دیتی ہے، کبھی غم کی تصویر ہے تو کبھی مجسم خوشی، کبھی اندرونی کشمکش اس پر اثر انداز ہوتی ہے، تو کبھی وہ خارجی دباؤ کا شکار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم وتربیت کا ایک ہی لگا بندھا طریق کار ہر انسان کے لئے کارگر نہیں ہوسکتا۔(۲۳)

انسانی فطرت ہے کہ انسان سہولت پسند ہے اس کے لئے تعلیم و تربیت میں اسے دین ودانش سے دہشت زدہ کرنے کے بجائے اس سے مانوس کیا جائے اور آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہماری یہی رہنمائی کرتا ہے، تعلیم وتربیت میں تدریج اور تیسیر ایک بنیادی حکمت ہے جس کو اپنا کر ہم معاشرے کے بہترین افراد تیار کرسکتے ہیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

بشروا ولا تنفروا ویسروا ولا تعسروا (۲۴)

''بشارت دو نفرت پیدا نہ کرو، آسانی بہم پہنچاؤ، تنگی میں نہ ڈالو۔''

اسلامی تعلیم وتربیت کا حصہ ہے کہ اساتذہ کی تعظیم واحترام کی طرح فرد کے دل میں آلاتِ علم کاغذ، قلم، روشنائی اور کتاب کی عظمت واحترام بھی اس کے دل میں ہو، ہمارے اکابرین اور اساطین علم نے ہمیشہ اس کی تعلیم دی اور اپنے علم سے اس کی ترغیب دی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ ایک روز بیت الخلاء میں تشریف لے گئے، اندر جا کر نظر پڑی کہ انگوٹھے کے ناخن پر ایک نقطہ روشنائی کا لگا ہوا ہے، جو عموماً لکھتے وقت قلم کی روانی دیکھنے کے لئے لگالیا جاتا ہے۔ فوراً گھبرا کر باہر آگئے اور ایک درخت کی جڑ میں دھونے کے بعد تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ایک نقطہ کو علم کے ساتھ ایک تلبس ونسبت ہے۔ اس لئے بے ادبی معلوم ہوئی کہ اس کو بیت الخلاء میں پہنچاؤں(۲۵)

اس کے برخلاف ہم اپنے اردگرد نظر ڈالتے ہیں تو آج کل روشنائی کا بیت الخلاء لے جانے کا کیا کہنا، کسی بھی بیت الخلاء میں جا کر محسوس ہوتا ہے کہ کسی کتابت کے مشق کے کمرے میں آگئے ہیں، ہر طرف دیواروں پر طرح طرح کے جملے اور عبارتیں لکھی ہوتی ہیں یہ نہایت مذموم فعل اور بڑی بے ادبی ہے۔ دوسری بے ادبی جو عام ہے وہ اخبار ورسائل میں درج قرآنی آیات، احادیث، اسماء الٰہیہ ہیں جن کا نہ ادب واحترام کیا جاتا ہے نہ انہیں محفوظ کیا جاتا ہے گلی، کوچوں غلاظتوں کی جگہوں میں بکھرے نظر

آتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت دنیا جن عالمگیر پریشانیوں میں گھری ہوئی ہے اس میں اس بے ادبی کا بھی بڑا دخل ہے۔(۲۶)

تعلیم وتربیت اور انبیاء علیہم السلام:

ہر نبی مامور من اللہ ہوتا ہے اور وہ پوری قوم کی تعلیم و تربیت وحی الٰہی کی روشنی میں کرتا ہے، مختلف انبیاء علیہم السلام کی دعوت و تربیت کے بارے میں قرآن کریم ہماری رہنمائی فرماتا ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت ھود علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام و سلیمٰن علیہ السلام کا اندازِ تعلیم و تربیت ہمیں ملتا ہے۔

''جب کبھی بھی انہیں ان کے رب نے کہا'' ''فرمانبردار ہو جاؤ'' انہوں نے کہا'' میں نے رب العالمین کی فرمانبرداری کی'' اس کی وصیت ابراہیمؑ اور یعقوبؑ نے اپنی اولاد کو کی، کہ ہمارے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس دین کو پسند فرمالیا ہے۔خبردار! تم مسلمان ہی مرنا، کیا (حضرت) یعقوبؑ کے انتقال کے وقت تم موجود تھے؟ جب انہوں نے اپنی اولاد کو کہا میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو سب نے جواب دیا کہ آپ کے معبود کی اور آپ کے آباؤ اجداد ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کے معبود کی جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے''(۲۷)

نیک والدین اپنی اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت کرتے ہیں، حضرت لقمان کا واقعہ جو نزول قرآن سے صدیوں پہلے کا ہے ان کی نصیحت آموز باتیں جو وہ اپنے بیٹے کو تربیت دینے کے لئے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اتنی محبوب ہوئیں کہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت و رہنمائی کے لئے اپنی مقدس کتاب میں بیان فرمائی۔(۲۸)

حضرت لقمانؑ نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت کرتے ہوئے شرک سے منع کیا، نیکی کی ترغیب دی، نماز قائم کرنے کا حکم دیا، اچھے کاموں کی تلقین کا حکم دیا، برے کاموں سے منع کرنے کا حکم دیا اور مصیبت پر صبر کرنے کا حکم دیا، اسی طرح انتہائی سبق اموز باتوں سے ان کی تربیت کرتے ہیں۔(۲۹)

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تعلیم و تربیت:

ماقبل اسلام عربوں کے مرغوب مشغلے تھے لیکن سائنس اور ادب کے دلدادہ مفقود تھے، ہادیٔ اسلام کی تلقین نے عرب قوم کی سوئی ہوئی قوتوں کو جگا کر ان میں ایک نئی حرکت پیدا کردی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدت حیات کے اندر ہی ایک تعلیمی ادارے کی داغ بیل پڑگئی، جس کی بنیاد پر آئندہ سالوں میں بغداد، سالرنو، قاہرہ اور قرطبہ کی یونیورسٹیاں قائم ہوئیں۔ یہاں معلم اسلام بنفس نفیس صفائے قلب اور پاکیزگی روح پیدا کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔(۳۰)

دنیا کی تاریخ میں کون سا ایسا استاذ و مربی گزرا ہے جس کے ہاتھوں اتنی بڑی اور راست باز تعداد میں لوگ تیار ہوئے ہوں، جتنی بڑی تعداد میں حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت کے ذریعے تیار ہوئے، جن لوگوں کی تربیت آپ ﷺ کے ہاتھوں ہوئی وہ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل کیا تھے اور پھر کیا ہو گئے؟

کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے (۳۱)

نبی اکرم ﷺ ملت اسلامیہ کے سب سے پہلے معلم تھے۔ آپ ﷺ ہی نے پہلی منظم تعلیم گاہ مدینہ منورہ میں قائم فرمائی۔ صفہ نامی چبوترہ پہلا مدرسہ تھا اور اصحاب صفہ اس کے متعلم تھے۔ اس مدرسے میں ۷۰ اور ۸۰ تک طالب علم تھے۔ حضور ﷺ کے علاوہ دوسرے صحابہؓ کبار بھی یہاں معلم کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے تھے۔ اصحاب صفہؓ میں سے ایک یعنی حضرت معاذؓ بن جبل مالی امور کے نگراں تھے اور عطیات کی تقسیم کا کام ان ہی کے سپرد تھا۔ ان متعلمین میں سے مختلف افراد اسلامی حکومت کی مختلف خدمات کے لئے مامور کردیئے جاتے تھے، اور تعلیم و تبلیغ کے لئے تو خصوصیت سے انہیں اصحابؓ کو بھیجا جاتا تھا اپنی مالی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے یہ طلبہ خود بھی محنت کرتے اور کماتے۔ دوسرے اہل ثروت مسلمان بھی ان طلبہ اور ان کے متعلمین کی مقدور بھر مدد کرتے اور خود حضور اکرم ﷺ بھی براہ راست ان کی مدد فرماتے۔ (۳۲)

حقیقت کا گر ان کو پڑھایا
سبق پھر شریعت کا ان کو ایک اِک بتایا
بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا
زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھاکر
کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر (۳۳)

اس مدرسے نے اسلامی قلمرو میں تعلیم کی نہج قائم کی اور جو روایت اس میں پڑی وہ ہی ہماری تعلیمی روایت بن گئی اور وہ روایت یہ تھی:

{ا} اولین چیز دینی تعلیم ہے۔ قرآن کریم اور سنت نبوی ﷺ کو نصاب تعلیم کا مرکز و محور ہونا چاہئے۔ {ب} تعلیم کا مقصد ا۔ اچھا مسلمان اور داعی الی الحق بنانا، ۲۔ اور مسلم معاشرے کی ہمہ ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ {ج} رسول کریم ﷺ نے تعلیم اور مسجد کا تعلق قائم کیا۔ مسجد دینی محور، سیاسی مرکز اور تعلیم گاہ بنی اور اس کے ذریعے سے طالب علم ایک مخصوص ثقافتی ورثے کے امین بنے۔ {د} متعلمین کے لئے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے خود محنت مزدوری کرنا، اور مختلف حرفتوں کو سیکھنا اور ان سے وابستہ ہونا اچھا اور پسندیدہ قرار پایا۔ {ھ} تعلیم کی آخری ذمہ داری مسلمان معاشرے اور اسلامی ریاست پر عائد ہوتی ہے اور اسے اس مقصد کے لئے اپنے وسائل استعمال کرنے چاہئیں۔ مسلمانوں کی قومی آمدنی اور بیت المال پر اولین حق زیر تعلیم طلبہ اور ان پر ہونے والے جملہ

مصارف کا ہے۔(۳۴)

Sprit of Islam کے مصنف سید امیر علی آپ ﷺ کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

'رسول عربی ﷺ کو علم اور سائنس سے جو محبت تھی وہ آپ ﷺ کو تمام دوسرے معلمین دین سے امتیاز بخشتی ہے اور جدید دنیائے فکر سے آپ ﷺ کو ایک نہایت قریبی رشتہ موانست میں منسلک کرتی ہے۔''(۳۵)

آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے داکٹر خالد علویؒ انسانِ کامل میں رقمطراز ہیں:

''نبی ﷺ کی دعوت سرتاپا تعلیم تھی، ایسی تعلیم جو علام الغیوب کی طرف سے آرہی تھی، قرآن کریم کی صورت میں جو کچھ آپ ﷺ پر اترتا تھا آپ ﷺ اسے بلاکم و کاست اپنے شاگردوں تک پہنچا دیتے تھے۔ جس طرح قرآن کریم کا نزول آپ ﷺ کی زندگی کے تیئس برسوں پر پھیلا ہوا ہے، اسی طرح آپ ﷺ کی تعلیم و تعلم کی مشغولیت بھی تیئیس برسوں پر مشتمل ہے۔(۳۶)

بچوں کی تعلیم و تربیت میں عورتوں کا کردار:

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ بچوں کی تربیت میں سب سے اہم کردار عورت کا ہے اور ہر دور میں اس کا کردار بڑا اہم رہا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الدنیا متاعٌ وخیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃُ(۳۷)

''دنیا متاع ہے اور اس کی سب سے بہتر متاع نیک عورت ہے''

خصوصیت کے ساتھ جب عورت ماں کے روپ میں ہو تو بچوں کے لئے ماں کی گود سب سے پہلی تعلیم و تربیت کی درسگاہ ہوتی ہے اس لئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الجنّۃُ تحت أقدامِ الامہات۔(۳۸)

''جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے''

آپ ﷺ نے اسی درسگاہ کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

اطلبوا العِلم من المھدِ اِلَی اللحد

''ماں کی گود سے لے کر قبر میں جانے تک علم حاصل کرو''۔

سائنسی طور پر یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ عورتیں بچوں کی ضروریات، سہولت اور جذبات کے بارے میں بہتر سوجھ بوجھ رکھتی ہیں۔ اس لئے انسان سازی کا کام وہ بطریق احسن کرسکتی ہیں۔ ابتدائی زمانہ سے ہی ہر دور میں یہ ذمہ داری خواتین کے سپرد رہی ہے۔(۳۹)

عورت وہ ذمہ داریاں سنبھال لیتی ہے جو اس سے متعلق ہیں اور اس کی طبیعت و مزاج اور جنس

سے مطابقت رکھتی ہیں، مثلاً گھر کا نظم ونسق سنبھالنا، کام کاج کرنا، بچوں کی تربیت و دیکھ بھال اور واقعی کسی نے بالکل درست کہا ہے:

والأم مدرسة اذا أعد دتها أعددتَ شعباً طيب الأعراق

ماں ایک ایسا مدرسہ ہے کہ اگر تم نے اسے تیار کرلیا تو ایک ایسی جماعت کو تیار کرلیا جو بہترین جڑوں اور بنیاد والی ہے(۴۰)

ابتدائی زمانہ سے ہر دور میں انسان سازی کی ذمہ داری خواتین کے سپرد رہی ہے، اسی حقیقت کے اظہار کے لئے نپولین بوناپارٹ کا قول ہے: ''تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا''۔(۴۱)

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال بھی عورت کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں
شرف میں بڑھ کر ثریا سے مشت خاک اس کی کہ ہر شرف ہے اسی درج کا درِ مکنوں!
مکالمات افلاطوں نہ لکھ سکی لیکن! اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں(۴۲)

ایک مسلمان ماں کو اپنے بچے کی پرورش وتربیت ان خطوط پر کرنی چاہئے کہ وہ نہ صرف جسمانی طور پر بہترین صلاحیتوں کا حامل ہو بلکہ ذہنی طور پر بھی سب سے فائق ہو، تاکہ اس جہاں میں اپنے رب کی نیابت کا فریضہ بخوبی ادا کرسکے۔(۴۳)

تعلیم وتربیت حق نہیں فرض ہے:

اسلام میں تعلیم وتربیت کے حق کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی پہلی وحی کا آغاز لفظ اقراء سے ہوا جو تعلیم وتربیت حاصل کرنے کی اہمیت کو بیان کرتا ہے، قرآن کریم کے نازل ہونے والے اس پہلے حکم کے مطابق اسلام میں تعلیم وتربیت حاصل کرنا حق نہیں بلکہ فرض ہے۔ اسلامی ریاست اس امر کی پابندی ہے کہ وہ شہریوں کو وہ تمام سہولتیں فراہم کرے جو ان کی تعلیم وتربیت کے لئے ضروری ہیں۔

۱۔ ہر بچہ اپنی فطری صلاحیتوں اور قابلیتوں کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کا حقدار ہے۔
۲۔ ہر شخص اپنے پیشے اور مستقبل کے مشاغل منتخب کرنے کا آزادانہ حق رکھتا ہے۔ اسے اپنی فطری صلاحیتوں کے جوہر کے بھرپور اظہار کا موقع دیا جائے۔

اسلام اور مغربی قانون کے تصورات کے تقابلی مطالعہ سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ مغربی قانون نے تعلیم وتربیت کے حق کا جو اعتراف دور حاضر میں کیا ہے، اسلام نے صدیوں قبل اپنی وحی کے آغاز

سے ہی اس کی بنیاد رکھ دی تھی۔(۴۴)

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ فرماتے ہیں، بچے کی تعلیم وتربیت ایک نہایت اہم فریضہ ہے وہ والدین کے پاس امانت ہے اس کا دل گوہر نفیس کی طرح پاک ہے اور تمام نقوش سے خالی ہے اور موم کی طرح نقش پذیر ہے، جس طرف مائل کرو، اس طرف میلان کے لائق ہوتا ہے، اگر سعادت کا بیج بوؤ گے تو دین و دنیا میں سعادت حاصل کرے گا اور ماں، باپ اور استاذ اس کے ثواب میں شریک ہوں گے، اور اگر اس کے خلاف ہوگا تو بدبخت ہوگا اور پھر جو کچھ بھی اس پر گزرے گا وہ اس میں شریک ہوں گے اس لئے فرزند کو مؤدب بنائیں اور نیک اخلاق سے آراستہ کریں اور بری صحبت سے بچائیں(۴۵)

اولاد کو صحیح تعلیم وتربیت نہ دینا بھی قتل اولاد کے زمرے میں آتا ہے، مفتی محمد شفیع ؒ سورہ انعام کی آیت ۱۵۱ کی تشریح میں لکھتے ہیں: ”اولاد کو تعلیم وتربیت نہ دینا جس کے نتیجے میں خدا اور رسول ﷺ اور آخرت کی فکر سے غافل رہے، بداخلاقیوں اور بے حیائیوں میں گرفتار ہو یہ بھی قتل اولاد سے کم نہیں۔ جو لوگ اپنی اولاد کے اعمال واخلاق کے درست کرنے پر توجہ نہیں دیتے ان کو آزاد چھوڑتے ہیں یا ایسی غلط تعلیم دلاتے ہیں جس کے نتیجے میں اسلامی اخلاق تباہ ہوں وہ بھی ایک حیثیت سے قتل اولاد کے مجرم ہیں اور ظاہری قتل کا اثر تو صرف دنیا کی چندروزہ زندگی کو تباہ کرتا ہے، یہ قتل انسان کی اخروی اور دائمی زندگی کو تباہ کر دیتا ہے“۔(۴۶)

صحیح تعلیم وتربیت کے بغیر آدمی اللہ تعالیٰ کو پہچان سکتا ہے اور نہ اس کائنات میں اپنی حیثیت کو،

وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ (۴۷)

اور جو لوگ پختہ علم رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم (متشابہ آیات پر بھی) ایمان رکھتے ہیں کیونکہ سبھی طرح کی آیتیں اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہیں اور نصیحت وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقل والے ہوں۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (۴۸)

”بے شک اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو صاحب علم ہوں۔“

اسی لئے قرآن کریم نے فرمایا کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہوسکتے، (۴۹) بلکہ اہل علم کا درجہ تو بہت بلند ہے۔(۵۰)

اور اسی لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اتنا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے جس سے وہ حق وباطل میں تمیز کرسکے، چنانچہ حدیث کے الفاظ ہیں:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم (۵۱)

''علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔''

لیکن اس سے یہ نہیں سمجھا جائے کہ اس حکم میں صرف دینی علم حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا بلکہ بنیادی علم یعنی لکھنا پڑھنا جاننا بھی اس سے مراد ہے، جس کی مثال یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کے وقت عربوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج کم تھا اور مدینے میں بھی ایسے لوگ کم تھے اور آنحضرت ﷺ کو اس کمی کو پورا کرنے کا اتنا خیال تھا کہ بدر میں جو پڑھے لکھے قیدی تھے ان کا فدیہ مقرر کیا گیا کہ وہ مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں، چنانچہ حضرت زیدؓ بن ثابت جیسے عالم نے اس موقع پر ہی لکھنا پڑھنا سیکھا تھا۔ (۵۲) اس میں سائنسی تعلیم بھی شامل ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ۝ (۵۳)

''اے نبی (ﷺ) ان سے کہو کہ تم زمین میں گھومو پھرو اور دیکھو کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا۔''

اور مسلمانوں کو مظاہر فطرت کے مشاہدے پر ابھارتا ہے:

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ (۵۴)

''بے شک آسمانوں اور زمین کا پیدا ہونا، دن اور رات کا بدلنا، سمندر میں کشتیوں کا تیرنا اور ان سے لوگوں کا فائدہ اٹھانا، آسمان سے بارش کا برسنا اور اس کے ذریعے زمین کا زندہ ہو جانا، اس کے مرنے کے بعد روئے زمین پر طرح طرح کے جانوروں کا پایا جانا، ہواؤں کا چلنا اور زمین و آسمان کے درمیان بادلوں کا حکم کے تابع ہونا، یہ ان لوگوں کے لئے اللہ کی کھلی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔''

اور مسلمانوں کو کائنات کی تعلیم دیتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تمہارے لئے ہی تو بنایا ہے:

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِيْ

الْاَرْضِ(۵۵)

''کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ نے تمہارے لئے اسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزوں کو مسخر کردیا ہے''

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعاً-(۵۶)

''اور اسی (اللہ) نے تمہارے لئے وہ سب کچھ پیدا کیا جو زمین میں ہے۔''

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے(۵۷) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما۔(۵۸)

وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً مِّنْهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لَّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ۝(۵۹)

اور اسی نے تمہارے لئے زمین و آسمان کی کی سب چیزوں کو مسخر کیا۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کیلئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔ تجربہ مشاہدہ کی حمایت کرتا ہے۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوْا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ(۶۰)

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے کہو تم زمین میں گھومو پھرو اور دیکھو کہ کس طرح اللہ نے مخلوقات کو پیدا کیا۔

امور کو ان کی بہترین شکل میں انجام دینے کی تلقین کرتا ہے یعنی Excellence کا حکم دیتا ہے، چنانچہ حدیث جبرائیل میں ہے کہ حضرت جبرائیل نے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ (یعنی عقیدہ) پھر پوچھا کہ اسلام کیا ہے؟ یعنی اعمال اور اس کے بعد پھر پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ یعنی ان اعمال کو بہترین طریقے سے انجام دینے کا طریقہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ طریقہ بتادیا یعنی اللہ تعالیٰ کی حضوری کا تصور(۶۱) ایک دوسری جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

ان اللہ کتب الاحسان علی کل شئ(۶۲)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ فرض کیا ہے کہ ہر کام بہترین طریقے سے کرو اور یہاں مہمات امور کی بھی قید نہیں کہ نماز، روزہ اور جہاد جیسے امور بہترین طریقے سے انجام دو بلکہ فرمایا کہ چھوٹے سے چھوٹا کام ہو تو بھی بہترین طریقے سے کرو، چنانچہ فرمایا: ''اگر جانور ذبح کرنا ہو تو بھی اچھی طرح کرو اور چھری پہلے اچھی طرح تیز کرلو''۔(۶۳)

تعلیم و تربیت کا قرآنی اسلوب:

پورا قرآن کریم انسان کی تعلیم و تربیت کے لئے ہے اور پورے قرآن کریم میں وہ اصول، مقاصد اور خطوط کار پھیلے ہوئے ہیں جن پر اسلامی معاشرے کا نظامِ تعلیم استوار ہونا چاہئے اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کی اسلامی ریاست میں قرآن کریم کے منشا کے مطابق بچوں، بالغوں، عورتوں اور قائدین عوام کی تعلیم و تربیت کا جو ہمہ گیر نظام عملاً نافذ کیا اور عوام کی ذہنی و اخلاقی تعمیر کے لئے ادارات کے نقوش اوّلین قائم کئے (۶۴)

نبی آخر الزماں پر نزول وحی کا پہلا لفظ "اقراء" اس بات کا اعلان تھا کہ آنے والے دور کی امامت تحصیل علم و حکمت سے مشروط ہے۔ اقرا کے لفظ سے جہاں اہمیت علم کا اظہار ہوتا ہے وہیں باسم ربک کے الفاظ میں اسلام کا تصور تعلیم بھی بیان کر دیا گیا ہے۔ تعلیم دراصل نظریہ اعتقاد کو اگلی نسل میں منتقل کرنے کا نام ہے۔ مجرد معلومات، تخریب سکھاتی ہیں اس لئے مجرد پڑھنے کا نہیں بلکہ رب کے نام کے ساتھ پڑھنے کا حکم ہوا ہے۔ گویا خواہ نصاب تعلیم ہو یا مربی و معلم کی گفتگو، ہر چیز فروغ تعلیم کے ساتھ ساتھ طالب علم کا تعلق اس کے رب سے بھی جوڑ رہی ہے۔ (۶۵)

عبودیت و ربوبیت کی یہ روح پورے تعلیم و تربیتی عمل میں رچی بسی ہوئی ہو۔ اس لئے دوسری آیت میں تخلیق انسان کی طرف اشارہ کر کے اس کا اصلی مقام یاد دلایا گیا۔ جبکہ تیسری آیت میں اقراء کی تاکید کے ساتھ پھر سے رب کی عزت و عظمت کا تصور اجاگر کیا گیا ہے۔ بعد ازاں **الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ** کے الفاظ کے ذریعے سے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ محض علم اسلام کی نظر میں کافی نہیں بلکہ علم کی حفاظت ضبط تحریر کا بھی تقاضہ کرتی ہے۔ کیونکہ قلم اور کتاب کے بغیر صلاحیت علم ٹھٹھر جاتی ہے۔ یہ بات اس دور میں فرمائی گئی جب عرب کے لوگ کسی چیز کے لکھنے کو اپنے حافظے کی توہین تصور کرتے تھے اور لکھنے کا عمومی مزاج نہ تھا۔ (۶۶)

قرآنی اسلوب جو ہمیں تعلیم و تربیت دیتا ہے وہ یہ کہ انسان کی تعلیم و تربیت قدرتی بھی ہوتی ہے اور گرد و پیش کے حالات و مشاہدت سے بھی لیکن تربیت کی اصل ذمہ داری ایک فرد کی اپنی ہی ہے۔ تربیت کے عمل میں یہ سب سے پہلا اور بنیادی سبق ہے، جو ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہئے۔ (۶۷)

اپنی کوشش اور اپنے عمل سے آدمی اپنا حصہ پاتا ہے، قرآن کریم نے بڑی وضاحت کے ساتھ کہا:

وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (۶۸)

"اور یہ کہ انسان کے لئے کچھ نہیں ہے مگر وہ جس کی اس نے سعی کی ہے۔"

جو آدمی خود کچھ نہ بننا چاہے وہ دوسروں کے بنانے سے نہیں بن سکتا۔ آدمی اپنی محنت اور کوشش سے ہی اپنے آپ کو وہی کچھ بناتا ہے جو وہ بننا چاہتا ہے، لہٰذا تعلیم وتربیت کے ضمن میں بنیادی بات اپنی ذمہ داری کو سمجھنا ہے۔(۶۹) قرآن پاک اس ضمن میں ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (۷۰)

''فلاح پا گیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی''

قرآن کریم کی ساری تعلیمات ہماری رہنمائی کرتی ہیں اور ہماری تعلیم وتربیت کا سب سے بڑا اور عظیم ذخیرۂ علم ہے، جس میں ہماری دینی، ملی، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی تعلیم وتربیت ہے۔ خواہ وہ ہمارے بچپن سے متعلق ہوں، جوانی سے یا قبر یا انفرادی سطح کی ہوں یا اجتماعی، چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

> ''اے ایمان والو! تمہارے مملوکوں کو اور تم میں جو حد بلوغ کو پہنچے ہیں ان کو تین وقتوں میں اجازت نہیں، نماز صبح سے پہلے اور جب دوپہر کو کپڑے اتار دیا کرتے ہو اور نماز عشاء کے بعد یہ تین وقت تمہارے پردہ کے ہیں ان اوقات کے سوا نہ تم پر کوئی الزام ہے اور نہ ان پر کچھ الزام ہے وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے، اور جس وقت تم میں کہ وہ لڑکے سن بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینا چاہئے جیسا کہ ان سے اگلے لوگ اجازت لیتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ تم سے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جاننے والا، حکمت والا ہے۔''(۷۱)

ذرا آیاتِ قرآنی میں غور کیجئے! گھر کے اندر داخل ہونے کے متعلق بڑوں اور بچوں کی کس طرح یکساں تربیت کی گئی ہے؟ بچے بالغ ہونے سے قبل اپنے ہی گھر کے اندر داخل ہوتے وقت اجازت طلب کرنے کے پابند ہیں۔ یعنی اپنے ماں، باپ، بہن بھائیوں وغیرہ کے کمروں میں داخلے کے وقت ان سے اجازت طلب کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں: انسان اپنے والد، والدہ اگرچہ انتہائی بوڑھی کیوں نہ ہو، اپنے بہن بھائیوں اور اولاد وغیرہ کے گھروں میں داخل ہوتے وقت ان سے اجازت طلب کر کے داخل ہوں۔(۷۲)

وقت اور فراغت سے کماحقہ فائدہ حاصل نہ کیا جائے تو انجام خطرناک ہو سکتا ہے۔ خاص کر فرد جب تضییع اوقات کی عادت کے ساتھ نشوونما پائے اور وقت سے کام نہ لینے کے ساتھ پروان چڑھے تو

معاملہ اور بھی گھمبیر ہوسکتا ہے۔فراغت کے بطن سے بہت ساری آفات جنم لیتی ہیں، اور بے کاری کی گود سے ہزاروں قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔لہٰذا اگر عمل اور وقت سے کام لینا زندہ اور زندگی کی علامت ہے تو بے کاری مترادف موت ہے، اور بے کار لوگ مُردوں کے مانند ہیں، وقت کو ضائع کرنے والے لوگوں کا انجام انتہائی ہلاکت اور ناکامی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے کار وقت ضائع کرنے کے لئے نہیں پیدا فرمایا ہے۔ بلکہ دونوں جہانوں کی کامیابی کے لئے وقت سے کام لینے کے لئے پیدا کیا ہے۔اس لئے کہ قیامت کے دن انسان کی عمر کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا کہ عمر کو کس مصرف میں خرچ کیا؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے کار تو پیدا نہیں کیا۔(۷۳) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ-(۷۴)

''تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور یہ کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے۔''

وقت کو کارآمد بنانے کے متعلق حضرت امام شافعیؒ کا یہ قول انتہائی اہم ہے:

اذا لم تشغل نفسك بالحق شغلتك بالباطل-

''یعنی اگر تم اپنے نفس کو حق اور درست کام میں نہیں لگاؤ گے تو وہ تمہیں باطل اور بے کاری میں لگا دے گا۔''

یہ بات بالکل درست ہے، اس لئے کہ نفس خود تو راہِ راست پر نہیں چل سکتا۔لہٰذا اگر نفس کو صحیح کاموں اور بھلائی کے منصوبوں پر نہ لگایا گیا تو نفس کے بے راہ افکار ایک مقام پر ٹھہرنے والے نہیں ہیں، بلکہ اس کو ہلاکت اور فضولیات کے سمندر میں ڈال کر رہیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ بے کاری و تضیع اوقات مشکلات میں ڈالنے کا بڑا سبب ہے، بلکہ اخلاقی بے راہ روی، راہِ راست سے کج روی کی طرف لے جانے کا باعث ہے۔(۷۵)

اسلام میں سلام کی بڑی اہمیت ہے، یہ خیر کی علامت اور شرافت کی نشانی ہے۔ یہ دلوں کو جوڑنے کا سبب اور نفوس کی صفائی کا باعث اور محبت و الفت کو بڑھانے میں مدومعاون ہے۔قرآن کریم میں سلام کا جواب بہتر سے بہتر طریقے سے دینے کا ہمیں حکم ملتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا(۷۶)

''اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہہ دو۔''

اگر ایک مسلمان کی طرف سے سلام کا القاء ہو تو سننے والے پر اس کا جواب دینا واجب ہے۔

اس لئے کہ سلام کرنا تو سنت ہے اور سلام کا جواب دینا واجب ہے۔(۷۷)

عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

''انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔''

کے الفاظ میں یہ سبق عیاں ہے کہ اسلام میں حصول علم اور فروغ علم پر کوئی پابندی نہیں۔ دین اسلام کو عیسائیت کی طرح فروغ علم اور سائنسی انکشافات سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ عیسائیت نے اعتقادات تو دیئے مگر علم و فکر کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ جبکہ اسلام نے علم و فکر سے اعتقادات کی حفاظت کی۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ تدبر، تفکر، تعقل اور تفقہ کے الفاظ کا استعمال اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حصول علم کے لئے انسانی کاوشوں کو وہ بنظر تحسین دیکھتا ہے۔(۷۸)

قرآنی تعلیم و تربیت کا ایک خوبصورت انداز یہ بھی ہے کہ وہ ہر گھڑی امید و خوف کی کیفیت کو اس طرح قائم رکھتا ہے کہ انسان نہ تو خدا کی گرفت سے بے خوف ہو سکے اور نہ اس کی رحمت و مغفرت سے مایوس ہو جائے۔ چنانچہ جہاں اس نے عذاب جہنم کا ذکر کیا ہے ساتھ ہی جنت کی بشارت اور اس کی نعمتوں کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔(۷۹)

۱۔ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ق(۸۰)

''وہی ہے جس نے امیوں کے درمیان خود انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو ان کو اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''

۲۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ یَتْلُو عَلَیْهِمْ آیَاتِهِ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ (۸۱)

''اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا جب کہ ان کے اندر خود انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''

۳۔ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ یَتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَكِّیْكُمْ وَیُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ (۸۲)

''جس طرح ہم نے تمہارے اندر خودتم ہی میں سے ایک رسول بھیجا جوتم کو ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تم کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے۔''

۴۔رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلاً مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيۡهِمۡ ط اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُع O(۸۳)

(ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ نے دعا کی) ''اے ہمارے پروردگار! ان لوگوں میں خود انہی کے اندر سے ایک رسول مبعوث فرما جوانہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے۔ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اوران کا تزکیہ کرے بے شک تو غالب حکمت والا ہے''۔

۵۔وَمَا كُنتَ تَتۡلُوۡ مِن قَبۡلِهِ مِنۡ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِيۡنِكَ إِذاً لَّارۡتَابَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ O(۸۴)

اس سے پہلے نہ تو آپ کتاب پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھتے تھے ورنہ باطل پرست شک میں پڑجاتے۔

۶۔ اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِيۡ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّكَ الۡاَكۡرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِيۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ يَعۡلَمۡ ؕ﴿۵﴾ (۸۵)

''پڑھ اپنے رب کے نام سے جو خالق ہے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔پڑھ کہ تیرا بزرگ و برتر رب وہ ہے جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی،اور انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔''

۷۔قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِي الَّذِيۡنَ يَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ۔(۸۶)

''آپ (ﷺ) فرمادیجئے کیا علم والے اور بے علم برابر ہوسکتے ہیں''

۸۔شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لاَ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ وَالۡمَلاَئِكَةُ وَأُوۡلُواۡ الۡعِلۡمِ قَآئِمَاً بِالۡقِسۡطِ۔(۸۷)

''گواہی ہے اللہ نے اس کی کہ بجز اس ذات کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے اور اہل علم نے بھی اور معبود بھی وہ اس شان کے ہیں کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں۔''

۹-يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنكُمْ وَالَّذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ-(۸۸)

''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ ان کے درجات بلند کرے گا۔''

۱۰-فَاسْئَلُوْآ أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ٥ (۸۹)

''سو پوچھو یاد رکھنے والو (اہل علم) سے اگر تم کو معلوم نہیں۔''

۱۱-فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (۹۰)

''سو کیوں نہ نکلے ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تا کہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور خبر پہنچادیں اپنی قوم کو جب واپس آئیں ان کی طرف شاید وہ بچتے رہیں۔''

۱۲-وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ-(۹۱)

''اور جب اللہ نے اقرار لیا، کتاب والوں سے کہ اس کو بیان کرو گے لوگوں کے پاس اور نہ چھپاؤ گے۔''

۱۳-إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ٥ (۹۲)

''اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں جن کو سمجھ ہے۔ تحقیق اللہ زبردست ہے، بخشنے والا۔''

۱۴-وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُوْنَ٥ (۹۳)

''اور یہ کہاوتیں بیان کرتے ہیں ہم لوگوں کے واسطے اور ان کو بوجھتے وہی ہیں جن کو سمجھ ہے''

۱۵-بَلْ هُوَ آيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِي صُدُورِ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ٥ (۹۴)

''بلکہ یہ قرآن کی آیتیں ہیں صاف، سینے میں ان کے جن کو ملی ہے سمجھ۔''

۱۶-وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا-(۹۵)

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں اے میرے پروردگار! میرے علم میں اضافہ فرما۔''

تعلیم و تربیت سے متعلق نبوی ﷺ شہ پارے

۱۔ جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: والد نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دیا۔(۹٦)

۲۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دینی بصیرت عطا فرماتے ہیں۔(۹۷)

۳۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد اور عورت) پر فرض ہے۔(۹۸)

۴۔ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھائے۔(۹۹)

۵۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چاند کی برتری تمام ستاروں پر۔(۱۰۰)

٦۔ بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔(۱۰۱)

۷۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو تروتازہ رکھیں جس نے ہم سے کوئی چیز سنی پھر اس کو جسے سنا ویسے ہی پہنچادیا۔(۱۰۲)

۸۔ جس نے ہدایت کی کسی بات کی طرف بلایا، اس کے لئے اتنا ہی اجر ہے جتنا اس کی پیروی کرنے والے کے لئے اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔(۱۰۳)

۹۔ جس نے خیر کی بات کی طرف رہ نمائی کی اس کے لئے عمل کرنے والے کے برابر اجر ہے۔(۱۰۴)

۱۰۔ مجھ سے (جو سنو) آگے پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہو۔(۱۰۵)

۱۱۔ حجۃ الوداع کے موقع پر بار بار یہ ارشاد فرماتے: **اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَغتُ** (۱۰٦)

۱۲۔ اس کے بعد فرمایا: **فلیبلغ الشاھد الغائب** (۱۰۷)

۱۳۔ تعلیم دینے والے یعنی معلم اور استاد کی فضیلت بیان کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر کی تعلیم دینے والے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ، فرشتے، اہل اسمان، اہل زمین، حتیٰ کہ چونٹیاں اپنے بلوں میں، مچھلیاں پانی میں دعائے خیر کرتی ہیں۔(۱۰۸)

۱۴۔ طالب علم کو یہ بشارت سنائی کہ فرشتے طالب علم کی رضامندی کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔(۱۰۹)

۱۵۔ ایک روایت میں آپ ﷺ نے عالم کو چاند سے تشبیہ دی، فرمایا: عالم کی عابد پر فضیلت ایسی ہے جیسے چاند کی تمام ستاروں پر فضیلت، علماء تو انبیاء کے وارث ہیں۔(۱۱۰)

۱٦۔ اپ ﷺ نے طلب علم میں سرگرداں افراد کو جنت کی بشارت سنائی، حضرت ابو ہریرہؓ

سے روایت ہے، آپ نے فرمایا جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کوئی راستہ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔(۱۱۱)

۱۷۔ اور طالب علم کو ایک یہ بشارت سنائی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص علم کی طلب میں گھر سے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستے میں ہے، جب تک لوٹ نہ آئے۔(۱۱۲)

۱۸۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے طلب علم کو بھوک سے تعبیر فرمایا فرمایا: لوگوں میں سے زیادہ بھوکا طالب علم ہے اور سب سے زیادہ پیٹ بھرا وہ ہے جسے علم کی طلب نہ ہو۔(۱۱۳)

۱۹۔ ایک روایت میں عالم کو عابد پر فضیلت دیتے ہوئے فرمایا، دین کی سمجھ رکھنے والا شخص شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔(۱۱۴)

۲۰۔ اور ایک مقام پر عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے کسی کمتر شخص پر۔(۱۱۵)

۲۱۔ طالب علم کے رزق کی ذمے داری اللہ تعالیٰ کی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص علم طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا کفیل بن جاتا ہے۔(۱۱۶)

۲۲۔ حصول علم کو آپ ﷺ نے کفارہ گناہ قرار دیا۔ فرمایا: جو شخص علم حاصل کرتا ہے اس کا یہ عمل اس کے (عمل) ماضی کا کفارہ بن جاتا ہے۔(۱۱۷)

۲۳۔ عالم کی موت کو آپ ﷺ نے ایک بہت بڑا سانحہ قرار دیا۔ عالم کی موت سے اسلام میں ایسا شگاف پڑ جاتا ہے جس کو بند نہیں کیا جا سکتا، خواہ لیل و نہار کتنے ہی بدل جائیں۔(۱۱۸)

۲۴۔ راہ علم میں محرومی بھی باعث ثواب ہے، مخبر صادق ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی علم کی تحصیل میں لگا اور اسے حاصل کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو حصے ثواب لکھے گا اور جو شخص کسی علم کی تحصیل میں لگا اور اسے حاصل نہ کر سکا تو اس کے لئے ایک حصہ ثواب ہوگا۔(۱۱۹)

معلم و مربی اعظم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی ایک جھلک:

معلّم و مربی اعظم چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، اپنے ہر عمل سے اپنی ہر ادا سے صحابہ کرامؓ کی تعلیم و تربیت فرماتے کہ آپ ﷺ کا ہر عمل مشعل راہ ہوتا اور تا قیامت وہ ہمارے لئے تعلیم و تربیت کا حصہ ہے۔ گھر سے نکلتے تو سلام میں ہمیشہ پہل کرتے اور فرماتے کہ سلام میں پہل کرنے والا کبر سے محفوظ ہوتا ہے۔(۱۲۰) بچوں کے ساتھ گفتگو فرماتے اور انہیں سلام کہتے۔(۱۲۱) بچوں سے پیار بھی کرتے۔(۱۲۲) بازار کو ناپسندیدہ جگہ سمجھتے۔(۱۲۳) لیکن وہاں جاتے تو ہر ایک کو سلام کرتے۔(۱۲۴) انتہائی خوش مزاج تھے اور متبسم رہتے۔(۱۲۵) مسکراتے چہرے سے ملتے اور اسے

نیکی اور شائستگی قرار دیا۔(۱۲۶) صحابہؓ کی محفل میں بیٹھتے تو عام آدمی فرق محسوس نہیں کرتا تھا۔(۱۲۷) نماز صبح کے بعد خصوصی مجلس ہوتی تھی۔(۱۲۸) اس میں قصے بھی ہوتے اور ہنسی بھی۔(۱۲۹) بیماروں کی عیادت کا اہتمام کرتے۔(۱۳۰) حدیث کی کتابوں میں آپ ﷺ کا وہ مشہور جملہ موجود ہے جو آپ ﷺ اکثر فرمایا کرتے تھے وہ جملہ یہ ہے: **"لا باس طهور ان شاء الله"**(۱۳۱) مزاح بھی فرماتے۔ حضرت انسؓ کو **"یاذوالا ذنین"** کہہ کر پکارتے۔(۱۳۲) اشعار بھی سنے، انہیں پسند بھی فرمایا، لبید کے درج ذیل ایک مصرع کو اصدق الکلمۃ کہا۔(۱۳۳)

اَلا کُل شئی مَا خلا الله باطلٌ وَ کُل نعیمٍ لا محالةَ زائلٌ

رشتہ داروں سے حسن سلوک اور ہمسایوں کا خیال آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت کا اہم حصہ ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا:

جس کو یہ پسند ہو کہ اس کے رزق میں وسعت اور اس کی عمر میں برکت ہو اسے صلہ رحمی کرنی چاہئے۔(۱۳۴)

''انسؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''(۱۳۵)''حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا وہ شخص مومن نہیں، سوال کرنے پر آپ ﷺ نے جواب دیا وہ جس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں''۔(۱۳۶)

''جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ والد نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر عطیہ نہیں دیا۔''(۱۳۷) اسی طرح آنجناب ﷺ کو غیبت، فحش گوئی، عیب چینی، حسد، بغض اور لوگوں کے درمیان عداوت پیدا کرنے سے شدید نفرت تھی۔(۱۳۸) عبداللہ بن ابی۔کے سلسلہ میں مروت کا جو طریقہ آپ ﷺ نے اختیار فرمایا تھا وہ ایک مستقل نمونہ ہے۔(۱۳۹) سماجی زندگی میں دو چیزیں بہت اہمیت رکھتی ہیں۔ایک ایفائے عہد، حسن سلوک دوسرے عفوودرگزر۔حضور ﷺ کی زندگی میں یہ دونوں خصوصیات بہت ابھری ہوئی ہیں۔(۱۴۰) حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی اور ابوسفیان کی بیوی۔(۱۴۱) ہندہ کے ساتھ آپ کا رویہ مثالی حیثیت رکھتا ہے۔ مکے والوں کو **"لاتثریب علیکم الیوم"**(۱۴۲) فرمانا معاشرتی اور سیاسی زندگی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔اسی طرح کے بے شمار واقعات ہیں جو آنجناب ﷺ کی زندگی کے اس پہلو کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ ہمارے لئے حضور ﷺ کی سیرت میں فکر وعمل کے بے مثال نمونے ہیں۔ بالخصوص تعلیم وتربیت کے حوالے سے۔ اسلامی

نقطہ نظر سے تمام اخلاق کی بنیاد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ اس لئے خلق خدا کے لئے ہمدردی و خیر خواہی تمام اعمال کی محرک ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ سے ساتھ اچھا سلوک کرے۔'' (۱۴۳)

خلق خدا کے لئے محبت و شفقت ہر مومن سے مطلوب ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی احادیث میں لوگوں کے ساتھ نرم روی کو خصوصی اہمیت دی گئی۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔'' (۱۴۴) نفع بخش و فیض رسانی اوّلین خلق ہے۔ جس کے لئے حضور ﷺ نے توجہ دلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سے بہتر وہ ہے جو انسانوں کو نفع پہنچاتا ہے۔'' (۱۴۵) یہ نفع بخشی بغیر کسی ذاتی غرض و مصلحت کے ہے۔ رشتہ داروں، عام ضرورت مندوں، عام انسانوں حتیٰ کہ جانوروں سے حسن سلوک پسندیدہ رویہ ہے۔ بدسلوکی اور ضرر رسانی ناپسندیدہ رویہ ہے، آنحضور ﷺ سے مروی ہے: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن رتبے کے لحاظ سے بدترین انسان وہ ہوگا جس کے شر کے ڈر سے لوگ اسے چھوڑ دیں۔'' (۱۴۶) اسی طرح آنحضور ﷺ سے مروی بعض احادیث میں اچھی بات اور اچھا عمل پسندیدہ قرار دیا گیا ہے اور اگر انسان کو اس پر قدرت نہ ہو تو برائی کرنے اور ضرر پہنچانے سے گریز کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل احادیث میں حکمت نبوی ﷺ کا ابلاغ ملاحظہ فرمائیں۔ ''جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اچھی بات کہنی چاہئے ورنہ خاموشی اختیار کرے۔'' (۱۴۷) ''ہر اچھی بات صدقہ ہے''۔ (۱۴۸)

بچوں کی تعلیم و تربیت پر اثر انداز ہونے والے عوامل:

تعلیم و تربیت پر متعدد عوامل اثر انداز ہوتے ہیں، اس لئے بچوں کی تعلیم و تربیت کی بہتری کے لئے ان عوامل کی بھی ذمہ داریاں اور فرائض ہیں جنہیں یہ ادا کر کے ایک بہترین معاشرے کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔

گھر: تعلیم و تربیت کا اولین اور اہم ترین ادارہ گھر ہے۔ پیدائش سے لے کر چار پانچ سال کی عمر تک بچے کی ساری چلت پھرت گھر کی چار دیواری تک محدود رہتی ہے۔ گھر کے افراد اور گھریلو ماحول کا جو اثر بچہ قبول کرتا ہے وہ بہت ہی دوررس اور انتہائی اہم ہوتا ہے۔ یہیں وہ اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، کھانا پینا، بات چیت کرنا، غرض سب کچھ سیکھتا ہے۔ یہیں اسے وہ حقیقی محبت و شفقت، ہمدردی و تعاون اور آسائش و ناز برداری نصیب ہوتی ہے جو اس کی تربیت و پرورش کے لئے نہایت ضروری ہے۔ ماں، باپ، بہن بھائی، دادا دادی اور دوسرے اعزہ و اقارب مختلف حیثیتوں سے اس کے معلم کا کام انجام

دیتے ہیں۔ ان کے عادات و اطوار، حرکات و سکنات کی تقلید کر کے بچہ اپنے آپ کو مختلف اوصاف سے متصف کرتا ہے، بچوں کے سادہ ذہن و دماغ پر گھریلو زندگی کے جو گہرے نقوش ثبت ہو جاتے ہیں وہ زندگی بھر نہیں مٹتے۔(۱۴۹)

مدرسہ: بچوں کی تعلیم و تربیت پر اثر انداز ہونے والا دوسرا سب سے مؤثر عامل مدرسہ ہے۔ بچوں کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو ہم آہنگی کے ساتھ پروان چڑھانے کی ذمہ داری اسی کے سپرد ہوتی ہے۔ بچے جو کچھ مدرسے کے باہر سیکھتے ہیں اس میں نہ تو کوئی نظم ہوتا اور نہ ترتیب، مدرسہ ایک منظم ادارہ ہوتا ہے جو باصلاحیت اساتذہ کی مدد سے ایک خاص نظم و ترتیب کے ساتھ بچوں کو تعلیم دیتا اور ان کی سیرت و شخصیت کو سنوارتا ہے۔ گھر کی طرح اپنے مدرسے سے بھی بچوں کو جذباتی لگاؤ ہوتا ہے۔ وہ اپنے استاد کو دنیا کا سب سے بڑا آدمی سمجھتے ہیں۔ اس کی معلومات پر غیر معمولی اعتماد کرتے ہیں، اس کی سیرت و کردار کو اپنے لئے قابل تقلید اسوہ سمجھتے ہیں۔ مدرسے کی فضا انہیں بے حد متاثر کرتی ہے۔ یہاں بچے کی سیرت و شخصیت پر جو نقوش ثبت ہوتے ہیں وہ زندگی بھر قائم رہتے ہیں، انہی وجوہ سے اس عامل کی اہمیت سب سے زیادہ ہے۔(۱۵۰)

مساجد: یہ بات طے شدہ ہے کہ دین اسلام میں مسجد کا پیغام پہلے درجہ میں روحانی تربیت میں مرکوز ہے، اسی طرح جماعت کی نماز اور قرآن کریم کی تلاوت ایسے ربانی فیوض اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہیں جو نہ ختم ہونے والی ہیں، نہ منقطع ہوسکتی ہیں۔(۱۵۱) آپ ﷺ نے مساجد کو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ و محبوب ترین جگہ قرار دیا۔(۱۵۲) آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ''اور نہیں جمع ہوتی کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں کہ تلاوت کریں، اللہ تعالیٰ کی کتاب کی اور اسے آپس میں پڑھیں مگر یہ کہ ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں یاد کرتا ہے ان فرشتوں کے سامنے جو اس کے پاس ہیں۔(۱۵۳) بچوں کی علمی و روحانی و جسمانی شخصیت سازی کے لئے مؤثر عوامل میں سے یہ بھی ہے کہ گھر مسجد اور مدرسہ میں قوی رابطہ و تعاون پیدا کیا جائے۔(۱۵۴)

قریبی ماحول: بچوں کی تعلیم و تربیت پر ان کے ماحول کا بھی بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ بچہ جس جغرافیائی ماحول میں رہتا ہے، جس طرح کے مناظر سے دوچار ہوتا ہے، جس طبقے سے تعلق رکھتا ہے، جن بچوں کے ساتھ کھیلتا کودتا اور اٹھتا بیٹھتا ہے، ان سب کا مجموعی اثر قبول کرتا ہے، پاس پڑوس کے لوگوں کے رہن سہن، عقائد و اعمال، رسم و رواج وغیرہ سے متاثر ہوتا ہے۔ ماحول اگر اچھا ہو تو مدرسے اور گھر دونوں کی کوششیں بارآور ہوتی ہی، ورنہ دونوں کو بڑی دشواریاں پیش آتی ہیں۔ بسا اوقات بھلے

گھروں کے بچے اور معیاری مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ بھی باوجود ہر طرح کی کوششوں کے برے ماحول کا شکار ہوجاتے ہیں، اور ان کی اٹھان مطلوبہ نہج پر نہیں ہو پاتی۔ اس لئے ماحول کو بھی تعلیم و تربیت کے لئے سازگار بنانے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔(۱۵۵)

معاشرہ: انسان عموماً اپنے ماحول اور معاشرے ہی کی پیداوار ہوتا ہے، بہت کم افراد ایسے انقلابی ذہن کے ہوتے یا براہی نظر رکھتے ہیں جو اپنے گردوپیش سے بلند ہوکر کچھ سوچ اور فکر کرسکیں۔ معاشرے میں جن چیزوں کا چلن ہوتا ہے افراد بھی شعوری یا غیرشعوری طور پر انہی کو اپنا لیتے ہیں۔(۱۵۶)

حکومت یا مملکت: مملکت کا دائرہ اختیار دن بدن وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ اجتماعی امور سے آگے بڑھ کر اب وہ انفرادی زندگیوں میں بھی دخل دینے لگی ہے، اس کے وسائل و ذرائع بہت وسیع ہیں۔ شہریوں کی زندگی کا کوئی شعبہ اس کے اثرات سے خالی نہیں۔ چنانچہ تعلیم و تربیت کا بھی یہ سب سے بڑا اور سب سے مؤثر عامل ہے۔ ایسی صورت میں اس کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں، اس کا فرض ہے کہ وہ ابتدائی تعلیم و تربیت سے ہر شہری کو آراستہ کرلے۔ بالغان کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کرنا، بلالحاظ مذہب وملت، رنگ ونسل ہر ایک کو اس کی صلاحیت کے مطابق تعلیم حاصل کرنے کے مواقع دینا۔ علم وفن، طب وجراحت، صنعت وحرفت، انجینئرنگ وزراعت وغیرہ کی ترقی کے لئے چھوٹے بڑے ہر طرح کے متعدد ادارے قائم کرنا۔(۱۵۷)

تعلیم وتربیت کے ذرائع:

۱۔ تقلید: ہر فرد کا مشاہدہ اس کے ذہن میں نقش ہوتا چلا جاتا ہے۔ بڑے غیرمحسوس طریقے سے ہر دیکھی، سنی بات اس کے کردار کا جزو بنتی چلی جاتی ہے، اس لئے ہر فرد خصوصاً بچے کے سامنے گفتگو اور ہر معاملہ میں بڑا محتاط رویہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ بچوں کے بارے میں یہ گمان درست نہیں کہ وہ ناسمجھ اور انجان ہیں۔ ہر بات جو حیا کے منافی، جھوٹ اور لغو ہو بچے کے سامنے بھی غلط ہے، بچہ ہر لحاظ سے آپ کا مقلد ہے۔(۱۵۸)

۲۔ رھنمائی: نئی نئی باتیں اور کام سیکھنے میں مناسب رہنمائی، حوصلہ افزائی اور تربیت بڑی اہمیت کی حامل ہے، رہنمائی کے بغیر محض نقالی سے بچہ جو کچھ سیکھتا ہے اس میں غلطی کا زیادہ امکان ہے، اس لئے اسے مناسب رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔(۱۵۹)

۳۔ تجربات: ہر انسان اپنی زندگی میں مختلف تجربات سے گزرتا ہے، ہر تجربہ اسے کچھ نہ کچھ سکھاتا ہے۔ اس معاملہ میں ہر فرد اپنے طور پر ایک ''مجتہد'' ہے کہ اپنے علم وفہم کے مطابق نتائج اخذ کرتا

ہے۔ یہ اخذ کردہ نتائج اس کی شخصیت سازی اور تعلیم وتربیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔(۱۶۰)

تعلیم وتربیت میں میڈیا کا کردار:

تعلیم وتربیت میں میڈیا کا کردار انتہائی اہم ہے یہ دورِ جدید کا مؤثر ترین ہتھیار ہے، میڈیا کا اصل کردار یہ ہے کہ اپنی بات احسن اور مؤثر انداز میں پہنچائی جائے تاکہ ان پر آپ کا نقطۂ نظر خوب واضح ہو جائے اور اس کے قائل ہو جائیں۔ تعلیم وتربیت، دعوت وتبلیغ، اصلاح عقائد اور اپنے دفاع کے لئے قرآن وسنت ہماری میڈیا کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ سورۂ نوح میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اور حضرت نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میں نے اپنی قوم کو رات و دن بلاتا رہا مگر میرے بلانے سے وہ اور زیادہ بھاگنے لگے۔ میں نے جب بھی انہیں بلایا کہ تو انہیں معاف کر دے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھوس لیں، اپنے اوپر کپڑے لپیٹ لئے ضد کی اور بڑا غرور کیا، پھر میں نے انہیں برملا پکارا، انہیں کھلی تبلیغ کی اور انہیں چپکے سے بھی سمجھایا، میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے'' (۱۶۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا:

> ''(اے موسیٰ تم اور تمہارا بھائی) دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے، اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرے یا اپنے برے انجام سے ڈر جائے''۔(۱۶۲)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدایت دی:

> ''اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت سے بلائیں، عمدہ طریقے سے انہیں نصیحت کریں اور اچھے طریقے سے ان سے بحث کریں''۔(۱۶۳)

آج بلاشبہ مغربی میڈیا بہت بڑی قوت و طاقت ہے اور آج اس نے میڈیا کی طاقت سے دنیا کو کنٹرول کیا ہوا ہے۔ ممتاز محقق ندر الحفیظ ندوی رقمطراز ہیں: ''میڈیا میں متعین افکار و خیالات کو اس طرح پھیلایا جاتا ہے کہ دوسروں کی آراء یا سلوک یا دونوں کو متاثر کیا جاتا ہے۔ میڈیا کے ذریعے دشمنوں کے خلاف نفرت و عداوت کے شعلہ کو تیز کرنا۔ دوست ملکوں کی دوستی کو باقی رکھنا، غیر جانبدار ملکوں کی توجہ و ہمدردی حاصل کرنا دشمن کی معنوی روح کو ختم کرنا''۔(۱۶۴)

میڈیا کی طاقت پر مشرقی قوموں کو اباحیت کے راستے پر ڈالا جا رہا ہے تاکہ وہ بھی مغربی معاشرہ کی طرح زبردست سماجی، اخلاقی اور نفسیاتی بھونچال سے دو چار ہو جائیں اور ایسے کھوکھلے سماج کی

طرح ہو جائیں، جہاں انسانی قدروں کی نہ قیمت ہوتی ہے اور نہ باہمی الفت و محبت کی گرمی اور نہ اخلاص و دلسوزی اور ہمدردی و تعاون کا جذبہ ہوتا ہے، مادہ پرستی اور بے لگام آزادی پر مبنی فلسفوں اور اخلاقی و انسانی وجود کے عدم تحفظ نے جو زبردست اخلاقی بحران مغربی معاشرہ میں پیدا کر دیا ہے، وہی بحران اس وقت مشرق میں پیدا ہو رہا ہے۔(۱۶۵)

مسلم اُمہ آج تعلیم و تربیت کے میدان میں پیچھے کیوں؟

آج ہم جب من حیث المجموع دنیا کا جائزہ لیتے ہیں تو مسلم اُمہ کو تعلیم و تربیت کے میدان میں بہت پیچھے پاتے ہیں جبکہ ہم ہی علوم عقلی و نقلی سے دنیا کو روشن کرنے والے تھے، ہمارے علم کا اہم ترین حصہ وحی الٰہی پر مشتمل ہے۔ ہادی برحق ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا:

كلمة الحِكمةِ ضالةُ المومن فحيثُ وجَدَها فهوَ أحَقُّ بها-(۱۶۶)

''علم و حکمت مومن کی گمشدہ میراث ہے۔ جہاں سے بھی ملے وہ دوسروں کی نسبت اس کا زیادہ حقدار ہے۔''

ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کی برخاست ہو جانے کے بعد حکومت مسلطہ نے تعلیم کا جو نظام قائم کیا اس نظام تعلیم سے استفادہ کرنے والوں میں بتدریج اسلام اور اسلامی زندگی سے بعد پیدا ہوتا چلا جا رہا ہے، جن خاندانوں میں جدید تعلیم تیسری اور چوتھی پشت میں اس وقت پہنچ چکی ہے ان میں صرف اسلام کا نام رہ گیا ہے۔(۱۶۷)

آج اُمت مسلمہ جس عظیم قوت سے محروم ہے وہ میڈیا کی طاقت ہے جبکہ مغرب نے اس کا ناجائز فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت، تعلیم و تربیت اور شرافت کا جنازہ نکال دیا اور ان کو اپنے انداز میں سوچنے پر مجبور کر دیا، آج اکثر مسلمان اپنی اصلی تعلیم و تربیت سے محروم ہو کر وہی کچھ کہہ رہے ہیں جو مغرب چاہتا ہے اور یہ سب میڈیا کا کرشمہ ہے۔

It has only been fifty years, but with the power of the world media, the Zionist leadership now feels free to do whatever it wants to destroy the Palestinian people. Milions of people, women and children, are in poverty in refugee camps. the blood of innocent people is being shed, because the cause of this violence continues to exist, namely Zionism. just lately, on the 3rd of October 2001, one of the greatest Zionist leaders has boasted that the controls America,

even though we are forbidden to interfere in politics.(168)

تعلیمی پسماندگی اور شرح خواندگی:

آج اُمت مسلمہ تعلیم وتربیت کے میدان میں جو پیچھے ہے اور غیروں کی سازش کا شکار ہورہی ہے، اس کی اصل وجہ تعلیمی پسماندگی اور شرح خواندگی میں انتہائی کمی ہے، سری لنکا جیسا چھوٹا سا ملک جس کے پاس وسائل بھی نہیں اس کی خواندگی کی شرح ٪۱۰۰ فیصد کی بلند شرح کو چھورہی ہے، جبکہ ہمارے ہاں سرکاری دعویٰ ۴۵ فیصد ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ چند مشہور غیر مسلم ممالک اور مسلم ممالک کی جامعات اور شرح خواندگی کا تجزیہ ملاحظہ ہو: (۱۶۹)

Non Muslim Countries				Muslim Countries			
S. No.	Contry Name	No. of Universityes	Litracy Rate	S. No.	Contry Name	No. of Universityes	Litracy Rate
01	USA	4182	99.0	01	Pakistan	128	54.2
02	U.K	109	99.0	02	Lybia	84	86.8
03	France	1062	99.0	03	Saudia Arabia	23	85.0
04	Japan	1223	99.0	04	Iran	49	82.3
05	China	1054	93.3	05	Afhanistan	42	28.0
06	Canada	90	99.0	06	Egypt	23	66.4
07	Germany	70	99.0	07	Syria	08	53.0
08	India	427	66.0	08	Bangladesh	84	53.5

یہودی دماغ اور عیسائی وسائل کے گٹھ جوڑ کے نتیجہ میں عالمی سطح پر انسانی معاشرہ کو جو غیر معمولی اور بھیانک نقصان ہورہے ہیں اور جس طرح شیطان نے میڈیا کو اپنے ترجمان بنالیا ہے اس کے سنگین اور دوررس اثرات کا تصور کرتے ہی رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، ایک مسلمان کے آنکھوں کی نیند اڑ جاتی ہے۔(۱۷۰) تعلیمات نبوی ﷺ کی پیروی سب سے بڑا سہارا اور اہل ایمان کا ہتھیار ہیں۔

ایک بڑا عامل جو اسلامی تعلیم وتربیت کو غالب آنے سے روکتا ہے وہ یہ کہ انسان بآسانی حقائق سے منہ موڑنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے، ایک بیمار آدمی کو (اور مغربی بیمار ہے) نہ صرف یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ وہ بیمار ہے بلکہ اسے تجویز کردہ گولی میز پر رکھ پر دینے کے بجائے اسے نگلنا بھی چاہئے، بصیرت کی اہمیت اپنی جگہ، لیکن یہ عمل کی متبادل نہیں بن سکتی۔ جرمنی کے ایک صدر کے بقول ہمارا مسئلہ علم کا نہیں، اطلاق کا ہے۔(۱۷۱)

آج پوری دنیا تمام تر وسائل، جدت اور ترقی کے باوجود بے چینی، کشمکش کا شکار ہے، قتل و غارت گری عام ہے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور سازشوں نے ہر ایک کو انفرادی و اجتماعی سطح پر عجیب گوناگوں اور بے یقینی کی کیفیت سے دوچار کیا ہوا ہے۔

Muhammad, may God bless him and grant him peace, warned his compannions to avoid extremes which he explained was the cause of the destruction of earlier communities. Terrorists it appears, fell that this injunction does not apply to them. Terrorism is an act against God. Anyone who tries to justify such atrocities ultimately fails, since both the Sacred Law and theology abhor such acts as moral sins that run contrary to the essence of Islam. The Quran instructs Muslims in times of adversity to act with jusitce, perseverance and patience. Terrorists apparently never think of relating their acts to the elementary principle that Islam places great value on the sancitity of human life. If someone kills another person-unless it is in retaliation for someone else or for causing corruption in the earth it is as if he had murdered all mankind, is a verse of the Quran, which is disregarded by the fanaticism of hate.(172)

حاصل کلام:

آج امت مسلمہ کے جو حالات ہیں وہ ہم سب کے سامنے ہیں اور اس کی سب سے بڑی وجہ تعلیمی میدان میں پسماندگی ہے، اور اس پر مستزاد یہ کہ ہم نے جو علم حاصل کیا ہمارا عمل اس کے خلاف ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے تعلیم وتربیت ساتھ ساتھ فرمائی، اگر تعلیم کے ساتھ تربیت نہ ہو تو صرف ذخیرہ معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اچھی تعلیم وتربیت سے مؤمن اور صالح انسان بنتا ہے جو دنیا میں اپنی بھرپور صلاحیتوں کے ساتھ زندگی گزارتا ہے، وقت کو مفید کاموں میں استعمال کرتا ہے اور مادّی دنیا اور روحانی عالم میں ہم آہنگی برقرار رکھتا ہے۔(۱۷۳) اچھی تعلیم وتربیت کے نتیجے میں انسان صالح ظاہر ہوگا جو ایک عابد انسان ہوگا اس کا ہر عمل اور ہر اقدام ہر سوچ اور ہر فکر اللہ کی ہدایت کے تابع ہوگی۔(۱۷۴)

اچھی تعلیم وتربیت سے معاشرہ ایسے افراد تیار ہوں گے جن میں تقویٰ، خشوع اور حیا ہوگی، جن

کی حرکات سے نرمی، سکون اور حیا ظاہر ہوگی وہ صرف اللہ سے ڈریں گے، جبکہ غیر اللہ کے سامنے وہ قوی، مضبوط اور پرعزم ہوں گے اور اپنے دین کے معاملے میں بڑا سخت اور شدید ہوں گے۔

اچھی تعلیم و تربیت ایسے مومن کو جنم دیتی ہے جو روئے زمین کی ایک مؤثر اور فعال قوت ہوتا ہے اور اس میں حیرت انگیز قوت اور فاعلیت موجود ہوتی ہے اور اس میں اسقدر متحرک ایمانی قوت موجود ہوتی ہے جو دنیائے محسوس میں بروئے کار آتی ہے، اس کے تقاضائے ایمان کے تحت اللہ کا دستور اور اللہ کا منہاج اس کی احقیت، اس کی افضلیت اور اس کی اہمیت دنیائے شعور و عمل میں بروئے کار لاتی رہتی ہے۔(۱۷۵)

اچھی تعلیم و تربیت انفرادی تشخص کے باوجود ایک اجتماعی وجود بھی رکھتا ہے اور اس کی انفرادیت اور مستقل مزاجی اس کے اور کائنات کے درمیان ربط رکھتی ہے اور یہ وہ ارتباط ہوتا ہے جو اس کا اپنے خالق سے ہوتا ہے اور خالق کے تعلق سے تمام مخلوقات سے ہوتا ہے۔

اچھی تعلیم و تربیت انسان کو نظیف، پاکیزہ اور پاکباز بناتی ہے۔ جس کا لباس صاف ہوتا ہے اعمال صاف ہوتے ہیں اور لوگوں سے معاملات میں صاف اور پاکیزہ ہوتا ہے اور اس کے ہر کام میں میانہ روی، اعتدال نمایاں ہوتا ہے، اور اعتدال کے ساتھ جمالیت پسند ہوتا ہے۔(۱۷۶)

تعلیم و تربیت تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں ہو تو انسان کو مسلسل رفعت کی جانب لے جاتی ہے اور فرد کی کوشش، صلاحیت اور قوت کے مطابق سے کمال تک پہنچنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔

> ''اگر ان تجاویز پر عمل کیا جائے تو انشاء اللہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے نتائج زیادہ مؤثر انداز میں برآمد ہوں گے''۔

عوامی سطح پر:

۱۔ گھر کا ماحول خوشگوار بنائیں جو پاکیزہ بھی اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کا مظہر بھی۔

۲۔ خوشگوار ماحول میں گھر کے بڑوں کی آراء میں ذہنی طور پر ہم آہنگی ہو، اس طرح فرد کی قوت فیصلہ بہتر طور پر نشوونما پاتی ہے۔

۳۔ ہر فرد کے نفسیاتی تقاضوں کی آسودگی کا موقع فراہم کیا جائے تاکہ وہ دوسروں کے لئے مفید اور کارآمد بنے۔

۴۔ مضبوط خاندانی نظام کی بنیاد رکھی جائے کیونکہ مضبوط خاندان مضبوط قوم کی بنیاد ہوتا ہے اور ایک مضبوط خاندان میں فرد کو احساس تحفظ زیادہ ہوتا اور اس کی نگرانی مؤثر انداز میں ہوتی ہے۔

۵۔ ہر شخص اپنے آپ کو ذمہ دار محسوس کرے اور اپنے حلقہ اثر کے افراد کی رہنمائی کرے۔

۶۔ معاشرہ کا ہر فرد اپنی ذمہ داری کا احساس کرے، خصوصاً علماء، اساتذہ، بزرگ افراد، کیونکہ ان سے غیر رسمی طور پر تعلیم و تربیت حاصل کی جاتی ہے، اگر یہ بہترین رہنما ہوں گے تو معاشرہ میں تعلیم و تربیت سے ہم آہنگ افراد تیار ہوں گے۔

۷۔ تاریخ اسلام کی اہم شخصیات سے معاشرہ کو متعارف کرایا جائے، مثلاً حضرت علیؓ نے محض دس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، محمد بن قاسم نے سترہ سال کی عمر میں سندھ فتح کیا، امام بخاریؒ کو دس سال کی عمر میں حدیث کی کئی کتب حفظ تھیں، مولانا مودودیؒ نے جب معرکۃ الآراء کتاب ''الجہاد فی الاسلام'' لکھی تو ان کی عمر ۲۳ سال تھی۔ (۱۷۷)

۸۔ ایسی سرگرمیوں کو فروغ دیا جائے جو افراد کو کاہلی، بے کاری، آرام پسندی اور عیش کوشی سے بچا کر اس کی متضاد سمت یعنی تعلیمی سرگرمیوں، مطالعہ، تیراکی مفید کھیل کا ذریعہ بنیں۔

حکومتی سطح:

۱۔ حکومتی سطح پر غیر رسمی تعلیمی و تربیت کے اداروں کو مؤثر بنا کر ان پر نظر رکھنا مثلاً مساجد، ریڈیو، ٹی وی وغیرہ

۲۔ ان اداروں سے ایسی آواز بلند ہو جو بچوں میں بہترین تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنیں۔

۳۔ دارالمطالعہ کا قیام اور جو پہلے سے قائم ہیں ان کو فعال بنانا، وہاں مفید اور حقیقی تعلیمی سرگرمیوں کو فروغ دینا۔

۴۔ قومی بجٹ کا وافر حصہ تعلیم کے لئے وقف کرنا جو ترقی یافتہ ممالک کے شرح کے مطابق ہو۔ (ابھی بھی ہمارے قومی بجٹ کا بہت کم حصہ تعلیم کے لئے ہے)

۵۔ اساتذہ کی کردار سازی کرنا اور انہیں جدید ٹیکنالوجی سے متعارف کرانا اور انہیں اس قابل بنانا کہ مستقبل کے ایسے معمار تیار کریں جو ملک وملت اور مذہب کے جاں نثار ہوں۔

۶۔ پورے ملک میں جامعات، تعلیمی اداروں اور غیر رسمی تعلیمی اداروں کا جال بچھانا۔

۷۔ ہر شہری تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو چاہے وہ کسی عمر کا ہو، کسی بھی مذہب اور رنگ ونسل کا ہو۔

۸۔ تعلیم و تربیت کو آسان، دلچسپ مؤثر اور ہمہ گیر بنانے کے طور طریقوں پر تجربات اور تحقیقی کام کیا جائے اور معیاری مفید کتب کی تیاری اور تقسیم کا مناسب انتظام ہو۔ (۱۷۸)

حرفِ آخر:

آج اُمت مسلمہ مسائل میں گھری ہوئی ہے تعلیم و ٹیکنالوجی میں بہت پیچھے ہے، لیکن یہ علم ہماری ہی گمشدہ میراث ہے، ہمیں ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہئے، طویل المیعاد منصوبہ بندی کر کے جدو جہد کریں، یقین محکم، عمل پیہم، جہد مسلسل ہمارا موثر ہتیار ہوں، اعلیٰ انسانی اخلاقی و ثقافتی اقدار سے ہم متصف ہوں تو یقینا ہم دوبارہ دنیا کی رہنمائی کر سکیں گے۔

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں (۱۷۹)

اور انشاء اللہ وہ دن بھی آئے گا جب شاعر مشرق کی یہ پیش گوئی پوری ہوگی:

شب گریزاں ہوگی آخر جلوۂ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے (۱۸۰)

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَ مَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ ﴿۸۸﴾ (۱۸۱)

حواشہ وحوالہ جات:

۱۔ القرآن، سورۃ الشمس، آیت ۷ تا ۱۰

۲۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، لاہور، خزینہ علم وادب، ۲۰۰۶ء، ص ۵۸۱۔ ۵۸۰

۲۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، لاہور، خزینہ علم وادب، ۲۰۰۶ء، ص ۵۷۶۔

۳۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، لاہور، خزینہ علم وادب، ۲۰۰۶ء، ص ۵۷۹

۴۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، لاہور، خزینہ علم وادب، ۲۰۰۶ء، ص ۳۲۰

۵۔ طاہر القادری، علامہ ڈاکٹر، اسلام میں انسانی حقوق، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۴۸۲

۶۔ دیلمی، ابوشجاع شیرویہ بن شہردار، الفردوس بماثور الخطاب، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 3/513، رقم الحدیث: ۵۹۹۸

۷۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، موسوعۃ الحدیث الشریف، دارالسلام، ریاض ۲۰۰۰ء، ابواب الادب، باب البر الوالد والاحسان، رقم الحدیث ۳۶۷۱، ص ۲۶۹۶

۸۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، موسوعۃ الحدیث الشریف ریاض، دارالسلام، ۲۰۰۰ء ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی ادب الولد، رقم الحدیث ۱۹۵۲، ص ۱۸۴۸

۹۔ محمد صحبت خان، ڈاکٹر، شعلۂ آواز، کراچی، قمر العلوم سلیمانیہ ۱۹۹۸ء، ص ۱۸۲

۱۰۔ عبداللہ شاکر، چمنستان، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، س ن، ص ۶۷

۱۱۔ ہندی، علاؤالدین علمی متقی، بیروت، کنز العمال، ۱۳۹۹ھ، رقم الحدیث ۴۴۴۸۶

۱۲۔ المجمع، ۱۵۴/۴

۱۳۔ البزار، ابوبکر احمد بن عمرو، المسند، المدینۃ المنورہ، مکتبۃ العلوم والحکم، باب مسند ابن عباس، جزء ۱۲، ص ۱۴

۱۴۔ حاکم ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، المستدرک، بیروت، دارالکتب العلمیۃ ۱۹۹۰ء باب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم من سورۃ الفاتحہ، جزء ۲، ص ۳۱۲

۱۵۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، محولہ سابقہ، رقم الحدیث ۳۶۷۱، ص ۲۶۹۶

۱۶۔ محمد صحبت خان، ڈاکٹر، شعلہ آواز، کراچی، قمر العلوم سلیمانیہ، ۱۹۹۸ء، ص ۳۳

۱۷۔ سعید اختر، پروفیسر، ہمارا نظام تعلیم، لاہور، البدر پبلیکیشنز، ۱۹۷۶ء، جزء اوّل، ص ۹

۱۸۔ یوسف القرضاوی، علامہ داکٹر، تعلیم کی اہمیت، مترجم ابوسعید اظہر ندوی، نئی دہلی، مکتبہ اسلامی پبلیکیشنز، ۱۹۹۸ء، ص ۲۲

۱۹۔ محمد سلیم، پروفیسر، قرآن کا تصور تعلیم، لاہور، احباب پبلی کیشنز، ۱۹۷۹ء، ص ۴۹

۲۰۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریۂ حیات، کراچی، شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی، ۲۰۰۶ء، ص ۴۳۲

۲۱۔ عبدالرحمن بن حسن آل شیخ، اسس التربیۃ الاسلامیۃ فی السنۃ النبویہ، لیبیا، الدار العربیۃ الکتاب، س۔ن، ص ۲۵

۲۲۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریۂ حیات، شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی، ۲۰۰۶ء، ص ۴۲۸

۲۳۔ اختر حسین عزمی، ڈاکٹر، فطرت انسانی اور دعوت و تربیت، لاہور، منشورات، ۲۰۰۹ء، ص ۷۶

۲۴۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب الجہاد والسیر، باب السیر وترک التنفیر، رقم الحدیث ۴۵۰۰، ص ۸۲۳

۲۵۔ بحوالہ تعلیم و تعلّم اور دعوت کے اسلامی اصول و آداب، نصیب ارحمن علوی، کراچی، زم زم پبلشرز، ۱۴۱۹ھ، ص ۵۰

۲۶۔ ایضاً، ص ۵۱

۲۷۔ القرآن، سورۃ البقرہ، آیات ۱۳۳۔۱۳۱

۲۸۔ محمد ہود، بچوں کی تربیت، لاہور، دارالاندلس، س۔ن، ص ۱۱۴

۲۹۔ مفہوم آیات، سورۃ لقمٰن، آیات ۱۳۔۱۷

۳۰۔ سید امیر علی، Spirit of islam، ترجمہ: محمد ھادی حسین، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۹ء، ص ۵۳۱

۳۱۔ عبدالفتاح ابوغدہؒ، حضور ﷺ استاذ و مربی، ترجمہ شمس الحق ندوی، کراچی مجلس نشریاتِ اسلام،

۲۰۰۳ء،ص ۲۷

۳۲۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریہ حیات، کراچی، شعبۂ تصنیف و تالیف جامعہ کراچی، ۲۰۰۶ء، ص ۴۳۴

۳۳۔ حالی، خواجہ الطاف حسین، مسدس حالی، کراچی، تاج کمپنی، س۔ن، ص ۱۷

۳۴۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظریہ حیات، محولہ سابقہ، ص ۴۳۵

۳۵۔ سید امیر علی، Spirit of Islam، ترجمہ محمد ہادی حسین، لاہور، ادارۂ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۹ء، ص ۵۳۱

۳۶۔ خالد علوی، ڈاکٹر، انسانِ کامل، لاہور، الفیصل ناشران کتب، ۲۰۰۵ء، ص ۲۱۴

۳۷۔ قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا......ص ۶۲۹، رقم الحدیث ۳۶۲۸

۳۸۔ عبدالرؤف مناوی، علامہ، کنوز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق، لاہور، مطبع گیلانی، ۱۹۳۰ء، ص ۱۴۱

۳۹۔ اُمّ کلثوم، ڈاکٹر، بچے کی تربیت، اسلام آباد، دعوہ اکیڈمی، ۲۰۰۶ء، ص ۱۱

۴۰۔ شیخ عبداللہ ناصح علوان، تربیۃ الأولاد فی الاسلام، ترجمہ: ڈاکٹر حبیب اللہ مختارؒ، کراچی، مکتبۃ الحبیب، ۱۹۹۵ء، ص ۴۶

۴۱۔ بحوالہ: ڈاکٹر اُم کلثوم، بچے کی تربیت، محولہ سابقہ، ص ۱۱

۴۲۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، لاہور، خزینۂ علم و ادب، ۲۰۰۶ء، ص ۵۹۰

۴۳۔ اُم کلثوم، ڈاکٹر، بچے کی تربیت، محولہ سابقہ، ص ۱۲

۴۴۔ محمد طاہر القادری، علامہ، ڈاکٹر، اسلام میں انسانی حقوق، لاہور، منہاج القرآن، پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء، ص ۱۳۲

۴۵۔ الغزالی، حجۃ الاسلام امام ابوحامد محمد، کیمیائے سعادت، ترجمہ پروفیسر ملک محمد عنایت اللہ، لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۲۰۰۴ء، ص ۲۴۶

۴۶۔ محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، کراچی، ادارۃ المعارف، ۱۹۸۳ء، جلد سوم، ص ۴۸۴

۴۷۔ القرآن، سورۃ آل عمران، آیت ۷

۴۸۔ القرآن، سورہ فاطر، آیت ۲۸

۴۹۔ القرآن، سورہ الزمر، آیت ۹

۵۰۔ القرآن، سورہ یوسف، آیت ۷۶

۵۱۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، موسوعۃ الحدیث الشریف، ریاض دارالسلام، ۲۰۰۰ء، کتاب السنۃ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، رقم الحدیث ۲۲۴، ص ۲۴۹۱

۵۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، القاہرہ، ۱۳۷۹ھ، ج ۲، ص ۱۴

۵۳۔ القرآن، سورۃ العنکبوت، آیت ۲۰

۵۴۔ القرآن، سورۃ البقرہ، آیت ۱۶۴

۵۵۔ القرآن، سورہ لقمان، آیت ۲۰

۵۶۔ القرآن، سورہ بقرہ، آیت ۲۹

۵۷۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، محمد بن یزید القزوینی، محولہ سابق، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء، رقم الحدیث ۲۲۴، ص ۲۴۹۱

۵۸۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، محولہ سابقہ، ابواب الدعوات، باب دعاء رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث ۳۸۳۳، ص ۲۷۰۵

۵۹۔ القرآن، سورہ جاثیہ، آیت ۱۳

۶۰۔ القرآن، سورہ عنکبوت، آیت ۲۰

۶۱۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب الایمان، باب بین الایمان والاسلام والاحسان، رقم الحدیث ۹۳، ص ۶۵

۶۲۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، محولہ سابقہ، کتاب الصید، باب الامر باحسان الذبح والقتل......، رقم الحدیث ۵۰۲۸، ص ۹۲۴

۶۳۔ ایضاً،

۶۴۔ نعیم صدیقی، اسلامی حکمت تعلیم وتربیت، علی گڑھ، ششماہی علوم القرآن، جنوری، جون ۲۰۰۶ء، ص ۷۵

۶۵۔ عزمی، اختر حسین، ڈاکٹر، فطرت انسانی اور دعوت وتربیت، لاہور، منشورات، ۲۰۰۹ء، ص ۴۳

۶۶۔ ایضاً، ص ۴۷

۶۷۔ خرم مراد، اپنی تربیت آپ، لاہور، ماہنامہ ترجمان القرآن، فروری ۲۰۰۵ء، ص ۹۱

۶۸۔ القرآن، سورہ النجم، آیت ۳۹

۶۹۔ خرم مراد، اپنی تربیت آپ، محولہ سابقہ، ص ۹۲

۷۰۔ القرآن، سورۃ الاعلیٰ، آیت ۱۴

۷۱۔ القرآن، سورہ النور، آیات ۵۸،۵۹

۷۲۔ احمد خلیل جمعہ، اولاد کی تربیت، لاہور، بیت العلوم، ۲۰۰۳، ص ۲۳۳

۷۳۔ احمد خلیل جمعہ، اولاد کی تربیت، محولہ سابقہ، ص ۲۴۳

۷۴۔ القرآن، سورۃ المومنون، آیت ۱۱۵

۷۵۔ احمد خلیل جمعہ، اولاد کی تربیت، محولہ سابقہ، ص ۲۴۴

۷۶۔ القرآن، سورۃ النساء، آیت ۸۶

۷۷۔ احمد خلیل جمعہ، اولاد کی تربیت، محولہ سابقہ، ص ۲۳۵

۷۸۔ اختر حسین عزمی، ڈاکٹر، فطرتِ انسانی اور دعوت و تربیت، محولہ سابقہ، ص ۷۴

۷۹۔ ایضاً، ص ۸۰

۸۰۔ القرآن، سورۃ الجمعہ، آیت ۲

۸۱۔ القرآن، سورۃ آل عمران، آیت ۱۶۴

۸۲۔ القرآن، سورۃ البقرہ، آیت ۱۵۱

۸۳۔ القرآن، سورۃ البقرہ، آیات ۱۲۹۔۱۲۷

۸۴۔ القرآن، سورۃ العنکبوت، آیت ۴۸

۸۵۔ القرآن، سورۃ العلق، آیات ۱۔۵

۸۶۔ القرآن، سورۃ الزمر، آیت ۹

۸۷۔ القرآن، سورۃ ال عمران، آیت ۱۸

۸۸۔ القرآن، سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۱

۸۹۔ القرآن، سورۃ النحل، آیت ۴۳

۹۰۔ القرآن، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۲

۹۱۔ القرآن، سورۃ ال عمران، آیت ۱۸۷

۹۲۔ القرآن، سورہ فاطر، آیت ۲۸

۹۳۔ القرآن، سورۃ العنکبوت، آیت ۴۳

۹۴۔ القرآن، سورۃ النکبوت، آیت ۴۹

۹۵۔ القرآن، سورہ طٰہٰ، آیت ۱۱۴

۹۶۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، موسوعۃ الحدیث الشریف، ریاض، دارالسلام، ۲۰۰۰ء، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء، فی ادب الولد، رقم الحدیث ۱۹۵۲ء، ص ۱۸۴۸

۹۷۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، ریاض، دارالسلام، ۲۰۰۰ء، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیراً، رقم الحدیث، ۷۱، ص ۸

۹۸۔ ابن ماجہ، محمد یزید القزوینی، سنن، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء، رقم الحدیث ۲۲۴، ص ۲۴۹۱

۹۹۔ ابن ماجہ، سنن، کتاب السنہ، محولہ سابقہ، باب فضل من تعلم القرآن، رقم الحدیث ۲۱۳، ص ۲۴۹۰

۱۰۰۔ ابن ماجہ، سنن، محولہ سابقہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء، رقم الحدیث ۲۲۳، ص ۲۴۹۱

۱۰۱۔ ایضاً

۱۰۲۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح محولہ سابقہ، ابواب العلم، رقم الحدیث ۲۶۵۷، ص ۱۹۱۹

۱۰۳۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب العلم، رقم الحدیث ۶۸۷۴، ص ۱۲۱۵

۱۰۴۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم محولہ سابقہ، کتاب الامارہ، رقم الحدیث ۴۸۷۶، ص ۸۹۹

۱۰۵۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی محولہ سابقہ، ابواب العلم رقم الحدیث ۲۶۶۹، ص ۱۹۲۰

۱۰۶۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، موسوعۃ الحدیث اشرف، کتاب المغازی، باب حجۃ الوداع، رقم الحدیث ۴۴۰۳، ص ۳۶۰

۱۰۷۔ ایضاً، رقم الحدیث ۴۴۰۶، ص ۳۶۱

۱۰۸۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، موسوعۃ الحدیث الشریف، ریاض، دارالسلام، ۲۰۰۰ء، ابواب العلم، باب فضیلۃ الفقہ، رقم الحدیث ۲۶۸۵، ص ۱۹۲۲

۱۰۹۔ ابن ماجہ، السنن، کتاب السنۃ، باب فیما انکرت الجھیمۃ، رقم الحدیث ۲۲۶، ص ۲۴۹۱

۱۱۰۔ ترمذی، جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فضل الفقہ، رقم الحدیث ۲۶۸۲، ص ۱۹۲۲

۱۱۱۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی محولہ سابقہ، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم، رقم الحدیث ۲۶۴۶، ص ۱۹۱۸

۱۱۲۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ محولہ سابقہ، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم، رقم الحدیث ۲۶۴۶، ص ۱۹۱۸

۱۱۳۔ علی متقی الھندی، کنز العمال، بیروت، احیاء التراث الاسلامی، رقم الحدیث ۲۸۶۸۴

۱۱۴۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ محولہ سابقہ، کتاب السنۃ، رقم الحدیث ۲۲۶، ص ۲۴۹۱

۱۱۵۔ الترمذی، جامع الترمذی محولہ سابقہ، رقم الحدیث ۲۶۸۵، ص ۱۹۲۲

۱۱۶۔ علی متقی الہندی، کنز العمال محولہ سابقہ، رقم الحدیث ۲۸۷۰۱

۱۱۷۔ ترمذی، جامعہ الترمذی محولہ سابقہ، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم، رقم الحدیث ۲۶۴۸، ص ۱۹۱۸،

۱۱۸۔ ہیثمی، نورالدین ابوالحسن علی، مجمع الزوائد، ج ۲، ص ۳۷۴، رقم الحدیث ۹۸۴

۱۱۹۔ ایضاً، ج ۱، ص ۳۳۰، رقم الحدیث ۵۰۲

۱۲۰۔ خطیب التبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، دمشق، المکتب الاسلامی، ۱۹۶۱ء، کتاب الاداب، باب السلام، ۲/۵۴۲

۱۲۱۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ریاض، دارالسلام، موسوعۃ الحدیث الشریف، ۲۰۰۰ء، ابواب الاستیذان، والآداب، باب ماجاء فی التسلیم علی الصبیان، رقم الحدیث ۲۶۹۶، ص ۱۹۲۳ء

۱۲۲۔ القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب الفضائل، باب رحمۃ النبی ﷺ الصبیان، رقم الحدیث ۵۹۸۱، ص ۱۰۷۹

۱۲۳۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم محولہ سابقہ، باب ماروی احب البلاد، رقم الحدیث ۱۵۲۶، ص ۳۱۳

۱۲۴۔ حضرت ابن عمرؓ کا طرزِ عمل اس کی شہادت ہے، فتح الباری، کتاب الاسیتذان، باب افشاء السلام، ۱۶/۱۱

۱۲۵۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ریاض، دار السلام موسوعۃ، الحدیث الشریف، ۲۰۰۰ء، ابواب المناقب، باب مارایت......، رقم الحدیث ۳۶۴۱

۱۲۶۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، محولہ سابقہ، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی طلاقۃ الوجہ، الحدیث الشریف، ۱۹۷۰، ص ۱۸۵۰

۱۲۷۔ البخاری، کتاب الایمان، ۱/۱۵، بحوالہ خالد علوی، ڈاکٹر، انسان کامل، لاہور، الفیصل، ۲۰۰۴ء، ص ۵۱۱

۱۲۸۔ بخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، موسوعۃ الحدیث الشریف، ریاض داراسلام، ۲۰۰۰ء، کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالک، رقم الحدیث ۴۴۱۸، ص ۳۶۲

۱۲۹۔ البخاری، کتاب النفقات، باب نفقۃ المعسر علی اھلہ، رقم الحدیث ۶۳۶۸، ص ۴۶۳

۱۳۰۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، محولہ سابقہ، کتاب المرضیٰ، باب وجوب عیادۃ المریض، رقم الحدیث ۵۶۴۹، ص ۴۸۴

۱۳۱۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، محولہ سابقہ، کتاب المرضیٰ، باب عیادۃ الاعراب، رقم الحدیث ۵۶۵۶، ص ۴۸۴

۱۳۲۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، محولہ سابقہ، ابواب المناقب، باب مناقب لانس، رقم الحدیث ۳۸۲۸، ص ۲۰۴۵

۱۳۳۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، محولہ سابقہ، کتاب الشعر، باب فی انشا دالاشعار، رقم الحدیث ۵۸۵۲، ص ۱۰۵۵

۱۳۴۔ بخاری، کتاب الادب، باب من بسط لہ فی الرزق بصلۃ الرحم، رقم الحدیث، ص ۵۰۷

۱۳۵۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، محولہ سابقہ، کتاب الایمان، باب الدلیل علیٰ ان......، رقم الحدیث ۱۶۹، ص ۸۰

۱۳۶۔ ایضاً

۱۳۷۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، محولہ سابقہ، ابواب البر والصلہ، رقم الحدیث ۱۹۵۲، ص ۱۸۴۸

۱۳۸۔ البخاری، الجامع الصحیح، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب ما ینھی......، رقم الحدیث ۶۰۶۶، ص ۵۱۲

۱۳۹۔ ایضاً، کتاب الجنائز، باب مایکرہ الصلوٰۃ علی المنافقین، رقم الحدیث ۱۳۶۶، ص ۱۰۶

۱۴۰۔ ایضاً، کتاب المغازی، باب قتل حمزہ، رقم الحدیث ۴۰۷۲، ص ۳۳۳

۱۴۱۔ بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر ھند بنت عتبہ، ۴/۲۳۲

۱۴۲۔ بحوالہ شبلی نعمانی وندوی، سیرۃ النبی ﷺ، کراچی، دارالاشاعت، ۲۰۰۴، جلد اوّل، ص ۳۱۱

۱۴۳۔ خطیب التبریزی، محمد ب عبداللہ، مشکواۃ المصابح، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، ۲ / ۶۱۳

۱۴۴۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب الرفق فی الامرکلہ، رقم الحدیث ۶۰۲۴، ص ۵۰۹

۱۴۵۔ کنز، کتاب المواعظ، ۱۶ / ۱۲۸

۱۴۶۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب لم یکن النبی ﷺ فاحشا، رقم الحدیث، ۶۰۳۲، ص ۵۱۰

۱۴۷۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، صحیح البخاری، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب اکرام الضیف، رقم الحدیث ۶۱۳۶، ص ۵۱۷

۱۴۸۔ البخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، محولہ سابقہ، کتاب الادب، باب کل معرف صدقۃ، رقم الحدیث ۶۰۲۱، ص ۵۰۹ (تلخیص از انسان کامل، ڈاکٹر خالد علوی، لاہور، الفیصل ناشران کتب، ۲۰۰۵ء، ص ۵۱۳ـ۵۱۱)

۱۴۹۔ افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء، ص ۴۱

۱۵۰۔ ایضاً، ص ۴۳

۱۵۱۔ شیخ عبداللہ ناصح علوان، اسلم اور تربیت اولاد، ترجمہ داکٹر حبیب اللہ مختارؒ، کراچی، مکتبہ الحبیب، ۱۹۹۵ء، ص ۳۵۴

۱۵۲۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، بیروت، دارالمعرفہ، ۲۰۰۷ء، کتاب المساجد، باب ماروی احب البلاد، رقم الحدیث ۱۵۲۶، ص ۳۱۳

۱۵۳۔ مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، محولہ سابقہ، کتاب الدعوات، بافضل الاجتماع......، رقم الحدیث ۶۷۹۳، ص ۱۲۲۳

۱۵۴۔ اسلام اور تربیت اولاد، داکٹر حبیب اللہ مختارؒ، محولہ سابقہ، ص ۳۵۳

۱۵۵۔ افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، محولہ سابقہ، ص ۴۵

۱۵۶۔ ایضاً، ص ۴۵

۱۵۷۔ ایضاً، ص ۴۷

۱۵۸۔ ام کلثوم، داکٹر، بچے کی تربیت، اسلام اباد، دعوہ اکیدمی، ۲۰۰۶ء، ص ۱۷

۱۵۹۔ ایضاً، ص ۲۰

۱۶۰۔ ایضاً، ص ۲۴

۱۶۱۔ القرآن، سورہ نوح، آیت ۵ـ۱۰

۱۶۲۔ القرآن، سورہ طٰہٰ، آیات ۴۴۔۴۳

۱۶۳۔ القرآن، سورہ نحل، آیت ۱۲۵

۱۶۴۔ نذر الحفیظ ندوی، سیکولر میڈیا، لاہور، عوامی میڈیا واچ کمپنی، س۔ن، ص ۱۰۹

۱۶۵۔ نذر الحفیظ ندوی، مغربی میڈیا اور اس کے اثرات، کراچی، مجلس نشریات اسلام، س۔ن، ص ۲۱

۱۶۶۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، موسوعۃ الحدیث الشریف، ریاض، دارالسلام، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، رقم الحدیث ۲۶۸۷، ص ۱۹۲۲

۱۶۷۔ مناظر احسن گیلانی، علامہ، برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، لاہور، المیزان ۲۰۰۶ء، جلد دوم، ص ۴

168- Robbi A Grohman, Neturei Karta, UK/ Middle East and Terrorism, http://www.i slamic-studies.org/ terrorconfer.pro.htm

169- (i)The google page. The U.S Site wikki pedia, the free Encyclopaida. (ii)Wixianswer.com, (iii)Yahoo.com, (iv) Fact sand details.communication.

۱۷۰۔ نذر الحفیظ ندوی، مغربی میڈیا اور اس کے اثرات، کراچی، مجلس نشریات اسلام، ۲۰۰۱ء، ص ۳۸۹

۱۷۱۔ ایضاً، ص ۲۸۷

172- Horonyahya Islam demoucesterrois, Brostp, Amal press, 2002 page.9

۱۷۳۔ محمد قطب، اسلام کا نظام تربیت، لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء، ص ۳۸۰

۱۷۴۔ ایضاً، ص ۳۶۴

۱۷۵۔ ایضاً، ص ۳۷۵

۱۷۶۔ ایضاً، ص ۳۸۰

۱۷۷۔ حفصہ صدیقی، بچوں سے گفتگو کیسے کریں، کراچی، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، ۲۰۱۰ء، ص ۹۷

۱۷۸۔ افضل حسین، فن تعلیم و تربیت، محولہ سابقہ، ص ۴۷

۱۷۹۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، جواب شکوہ، لاہور، خزینہ علم و ادب، ۲۰۰۶ء، ص ۲۵۳

۱۸۰۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر، کلیات اقبال، محولہ سابقہ، ص ۲۵۳

۱۸۱۔ القرآن، سورہ ہود، آیت ۸۸

تمت بالخیر